بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۸

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین: شیخ محمد فضل اللہ، نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۴۴

شرح چندہ

سالانہ 100 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک

10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516

POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۱۷ جمادی الثانی ۱۴۱۷ ہجری ✤ ۳۱ اخاء ۱۳۷۵ ہش ✤ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۶ عیسوی

ER. M. SALAM
DEPUTY CHIEF (ENGG)
R.E.C. PROJECT OFFICE
MYTHE ESTATE UPPER KAITHU
SHIMLA - 171003 - H.P

اخبارِ احمدیہ

اوسلو ۲۵ اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ناروے کے تبلیغی و تربیتی دورہ پر ہیں۔ حضور پُرنور نے آج مسجد اوسلو میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو کائنات کی خوبصورتیوں کے حوالے سے تبلیغی و تربیتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ احبابِ جماعت حضور اقدس کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گناہوں سے بچنے کا راز

"کہنے کو تو ہر ایک کہہ لیتا ہے کہ میں اپنی قوت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں مگر انسان فطرت سے الگ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ فطرت انسانی کسی کپڑے کا دامن تو ہے نہیں کہ پلید ہوا تو کاٹ کر الگ کر دیا جا سکے۔ فطرت روح کا پیدائشی جزو ہے۔ پس جبکہ انسانی فطرت میں ہی یہی رکھا گیا ہے کہ انسان انہی امور سے خائف ہوتا اور پرہیز کرتا ہے جن کو وہ اپنی ہلاکت کا باعث اور مضر یقین کرتا ہے۔ کسی نے کوئی نہ دیکھا ہوگا کہ سٹرکنیا کو باوجود سٹرکنیا تسلیم کرنے کے دانستہ استعمال کرے یا سانپ کو سانپ یقین کرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑ لے یا ایک طاعون زدہ گاؤں میں جہاں موتاموتی کا بازار گرم ہے خواہ مخواہ جا گھسے۔ اس اجتناب اور پرہیز کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ ان باتوں کو وہ مہلک یقین کرتا ہے۔ پس انسان معاصی اور جرائم کی مرض سے تب ہی نجات پا سکتا ہے کہ اسے چور اور سانپ وغیرہ سے بڑھ کر ان کے مضر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو اور خدا کا جلال، اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مدنظر ہو۔

انسان اپنی حرص، خواہش اور دلی آرزوؤں کو بھی ترک کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہہ دے کہ شیرینی کا استعمال بالکل ترک کر دو۔ پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوتا بھی نہیں۔ پس یہی حال روحانی حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال سچے طور پر اس کے دل میں گھر کر چکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی کو آگ کے کھانے سے اور موت سے بھی بدتر محسوس کرے گا۔ انسان کو جس قدر خدا تعالیٰ کے اقتدار اور سطوت کا علم ہوگا اور جس قدر یقین ہوگا کہ اس کی نافرمانی کرنے کی سخت سزا ہے اسی قدر گناہ اور نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کرے گا"۔ (ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] ۵۹۴)

ہر احمدی مسلمان کو بددیانتی کے خلاف مستعد ہو جانا چاہئے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء)

لندن (۲۰ ستمبر)۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الزمر کی آیات ۵۴ اور ۵۵ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ آیات جو خدا تعالیٰ کی بے انتہا بخشش کا مضمون بیان فرما رہی ہیں اس کے ساتھ ایک تنبیہ بھی فرما رہی ہیں کہ اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھک جاؤ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو۔ حضور ایدہ اللہ نے قرآن مجید میں گناہ گاروں کے گناہ سے نجات اور مختلف انبیاء علیہم السلام کے حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خصوصیت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے گناہ سے بچنے کی دعا اور اس دعا کے عظیم الشان نتائج و برکات و ثمرات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ گناہوں سے بچنے کے لئے پناہ گاہوں کو متعین کرتے ہوئے پھر خدا سے دعا مانگو کہ اے اللہ میں فلاں کمزوری، فلاں گناہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اگر آپ معین پناہ گاہ کو سامنے رکھتے ہوئے دعائیں مانگیں گے تو پھر آپ اچانک پکڑے نہیں جائیں گے کیونکہ آپ کچھ نہ کچھ گناہوں سے آزادی حاصل کر رہے ہونگے۔ اگر آپ فوری طور پر کامل نجات نہ بھی حاصل کر سکتے ہوں مگر کامل یقین کے ساتھ کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے مخلص کو کاٹ نہیں دیا کرتا جو واقعۃً اس کی طرف بڑھ رہا ہو۔ پھر جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ مضمون سمجھایا ہے اگر بدیوں سے پورے طور پر بچ نہ بھی سکا ہو لیکن بچ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر غالب آئے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے اس دور میں خصوصیت سے جماعت کی تیز رفتار عالمی ترقی اور فوج در فوج آنے والوں کو سنبھالنے کے سلسلہ میں عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کے حوالے سے احباب کو نصیحت فرمائی۔ حضور نے کشتی نوح میں مذکور تعلیم کے حوالے سے بتایا کہ یہ وہ حصار ہے جس کے اندر آنے والا ہر قسم کے گزند سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آج کے دور میں یہ ناممکن ہے کہ آپ تجارت کریں اور بے ایمانی نہ کریں۔ حضور نے فرمایا کہ بعض مالی منفعتوں سے اس بنا پر رک جانا کہ وہ خدا کے منشاء کے خلاف ہے ایک مشکل کام ہے لیکن اگر انسان کا ضمیر گندا نہ ہو تو ہر قسم کے حالات میں وہ پاک زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اگر واقعۃً سچی دیانت ہو تو ایسی تجارتوں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے۔ اور پھر آسمان سے لازماً برکتیں اترتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے اموال میں، اولاد میں، ان کی دین سے وابستگی اور وفا میں برکت پڑتی ہے۔ دیانت میں بہت سی برکتیں ایسی ہیں جو بعض دفعہ فوری دکھائی نہیں دیتیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ خدا کی طرف دیانت کا یہ سفر شروع نہیں کریں گے تو ساری قوم بددیانت ہو جائے گی۔

حضور نے نصیحت فرمائی کہ ہر احمدی مسلمان کو بددیانتی کے خلاف مستعد ہو جانا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ایک انسان اپنے ذاتی معاملات میں جو عام تجارتی کاروبار ہیں ان میں دیانت داری کے لئے محنت کرتا ہے تو نفسیاتی لحاظ سے اس کے لئے ناممکن ہے کہ حیلے تراش کر اپنے بھائی کو دھوکہ دینے کی کوشش کرے۔ حضور نے فرمایا کہ ایسی جماعت جو خدا کی خاطر دیانت اور تقویٰ پر قائم ہو اس کے اموال میں لازماً برکت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درسِ توحید

منظوم کلام سیدنا حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ السلام

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُرعذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

(منقول از رسالہ تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۸ء)

۱۰۵ واں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۶ء

مرکزِ احمدیت قادیان میں

۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ

ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کی تیاری فرمائیں!

یاد رہے

مجلس مشاورت ۲۹ دسمبر بروز سوموار منعقد ہوگی۔

انشاء اللہ العزیز

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۱ر اخاء ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۱۷)

گزشتہ اقساط میں ہم بحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندیوں نے بہت سی اسلامی کتب یہاں تک کہ قرآنِ مجید کے تراجم میں بھی تحریف کا گھناؤنا جُرم کیا ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ ان دیوبندیوں نے یہاں تک ہی بس نہیں کی بلکہ ان کے "حکیم الامّت اور مجدد الملت اور پورے عالمِ اسلام کے عظیم مذہبی راہنما" "حضرت مولانا" اشرف علی تھانوی نے سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی کتب سے لفظ لفظ اور لائن لائن کرکے اپنی کتب کے لئے نقل کی ہے اور اتنی صاف گوئی سے اِن تحریرات کو ہضم کیا ہے کہ حوالہ تک دینے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اور حوالہ دیتے بھی کیسے جبکہ تھانوی صاحب مذکور اور دیوبندی جماعت حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام کو کافر، دجّال اور نہ جانے کیا کیا گھٹیا الفاظ کہنے اور لکھنے میں مُسلمانوں کے باقی تمام مکاتبِ فکر کی نسبت اوّل نمبر پر ہیں۔ اور بقول اُن کے "تحفظِ ختمِ نبوّت" کا جھنڈا اسلام کے انہی "غیرت مندوں" نے اپنے ہاتھوں میں اُٹھا رکھا ہے۔

ہمارے ہاتھ میں اِس وقت دیوبندیوں کے "حکیم الاُمّت مجدّد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی" کی کتاب "احکامِ اسلام عقل کی نظر میں" ہے۔ جس پر "حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی" نے حاشیہ آرائی کی ہے۔ اور جو ادارہ اشرف المواعظ مسجد قاضی دیوبند نے جنوری ۱۹۸۵ء میں زیرِ نگرانی الحاج قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند شائع کی ہے۔ قبل ازیں یہ کتاب دار الاشاعت کراچی سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوچکی ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب نے اِس کتاب کو ۱۳۳۵ھ (۱۹۱۸ء) میں لکھا تھا۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت کے بارہ میں ادارہ اشرف المواعظ کے ناشر نے شروعِ کتاب میں ایک نوٹ یُوں لکھا ہے:۔

"نئی تہذیب و تمدّن اور نئے طرزِ معاشرت کے دلدادہ اسلام اور عقل میں میلوں کا فاصلہ سمجھتے ہیں۔ اور بغیر غور و فکر، بغیر مطالعہ ہر شخص یہ سوچ کر احکامِ شرعیہ سے دُور سے دُور اور بہت دُور ہو جاتا ہے کہ شریعت عقل کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن اِس بات میں حقیقت و صداقت کا پہلو ممکن ہے یا نہیں یہ فیصلہ آپ کو اِس کتاب کے مطالعہ سے خود حاصل ہو جائے گا۔

حکیم الاُمّت مجدّد الملّت حضرت مولانا سیّد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مجموعہ میں شریعت کے احکام کی عقلی دلیلیں پیش کی ہیں۔ اور واضح انداز میں بتایا ہے کہ شریعت کا ایک مسئلہ بھی عقل کے خلاف نہیں پُوری شریعت تو کیا۔

ناشر

ادارہ اشرف المواعظ دیوبند"

کتاب "احکامِ اسلام عقل کی نظر میں" کی کس قدر اہمیّت و افادیت ہے، کس قدر یہ کتاب حق و صداقت پر مشتمل ہے اور اس کا مطالعہ کس قدر حکمت و دانائی سے بھرپور ہے اِس بارے میں ناشرِ کتاب کا مذکورہ نوٹ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ قارئین یہ جان کر حیران ہونگے کہ اِس قابلِ تعریف کتاب میں بغیر حوالے دیئے صفحوں کے صفحے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درجِ ذیل کتب سے نقل کئے گئے ہیں۔

(۱)۔ اِسلامی اصول کی فلاسفی .... مطبوعہ ۱۸۹۶ء
(۲)۔ کشتی نوح .... مطبوعہ ۱۹۰۲ء
(۳)۔ آریہ دھرم .... مطبوعہ ۱۸۹۵ء
(۴)۔ برکات الدعاء .... مطبوعہ ۱۸۹۳ء
(۵)۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ..... جلد اوّل ص ۲۸۷ تا ص ۲۸۹

یہ تحقیق اوّلاً محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرّخِ احمدیت ربوہ نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ الفضل ۵۔۷ر مئی ۱۹۸۳ء میں فرمائی۔

اِفادہ اور اِستفادہ کا سلسلہ عام طور پر دنیا میں جاری ہے اور اس کو بُرا بھی نہیں منایا جاتا۔ لیکن عام طور پر طریقِ شرافت یہ ہے کہ جس سے استفادہ مقصود ہو اُس کا اور اس کی کتاب کا حوالہ ساتھ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں بعض ضمیمے حوالہ کے ساتھ تھانوی صاحب نے درج فرمائے ہیں۔ مثلاً کتاب کے ص ۳۷۳ پر تحریر کرتے ہیں:۔

"یہاں تک لکھنے کے بعد بعض متفرق تحریرات مختلف مضامین پر پہلے سے اپنے پاس رکھی یاد آئیں۔ جن میں سے خاص خاص اُمور پر عقلی گفتگو کی گئی ہے۔ تو ان تحریرات کو بھی بطور ضمائم اِس مجمُوعہ کا جزء بنا دینا مناسب معلوم ہُوا۔"

چنانچہ ضمیمہ ۱ پرچہ علی گڑھ منتھلی بابت ماہ اپریل ۱۹۰۵ء جلد سوم نمبر ۳ ص ۱۴۴ سے ص ۳۷۴ پر
ضمیمہ ۲ مشیر مرادآباد ۱۸ر نومبر ۱۹۱۳ء سے ص ۳۷۹ پر
ضمیمہ ۳ مکتوب تجربت بابت ۱۳۳۴ھ جس میں حضرت مولانا جلال الدین رُومی کے اشعار درج ہیں ص ۳۸۵ پر ہے۔
ضمیمہ ۴ میں محاسنِ اسلام جو قرآن کے متعلق غیر قوموں کی شہادتیں مختلف اخباروں سے حوالوں کے ساتھ لکھی ہیں۔

پھر کوئی وجہ نہیں کہ جب کثرت سے اس کتاب میں حوالے دیئے گئے ہیں تو صرف اور صرف حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں سے نقل کی گئی تحریرات کے ہی حوالے نہ دیئے جاتے۔ لیکن چونکہ ان پُر معارف و پُر شوکت تحریرات کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا مقصود تھا۔ اور اس کے لئے راہ بھی کھُلی تھی۔ کیونکہ اپنے فرمانبردار مقلدین کو تو پابند کر رکھا ہے کہ "مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنا کُفر ہے۔ اور ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہیئے" تو اب اس امر سے تو اطمینان ہوگیا کہ مرزا صاحب کی کتابوں کو تو ہمارا کوئی فرمانبردار دیوبندی پڑھے گا نہیں۔ لہٰذا یہ سرقہ تاقیامت چھپا رہے گا۔ اور دیگر رسائل و اخبارات جن کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو دیوبندیوں اور تمام مُسلمانوں کو پڑھنے کی کھُلی چھُٹی ہے لہٰذا ان کے حوالے فوراً ساتھ کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ دیوبندی فرقہ کے مُسلمان اور دیگر مُسلمان تو درکنار ان کے علماء تک بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتابوں کو ہاتھ لگانا حرام سمجھتے ہیں۔ اور عقل کی آنکھ پر پٹی باندھ کر صرف اُن جھُوٹے اور واہیات اعتراضات کا ہی مطالعہ کرتے اور ایمان لاتے ہیں جو بڑے بڑے چالاک دیوبندی "حضرت مولانا صاحبان" جھُوٹے طَور پر حضور علیہ السّلام کی تحریرات پر اور ذاتِ اقدس پر لگاتے ہیں۔ اور انہی جھُوٹے حوالوں سے نقل کر کرکے اب تک مُلک میں دیوبندیوں کی جانب سے ہزاروں چھوٹے موٹے گھٹیا قسم کے رسالے شائع کئے جا چکے ہیں۔ اور ہر جاہل بلکہ اَجہل مولوی بھی اپنے لئے یہ فریضہ لازمہ سمجھتا ہے کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ اپنے بزرگوں کی کتابوں سے اخذ کرکے "قادیانیت" کے خلاف لکھے جس سے اس کے 'حضرت مولانا' کہلائے جانے کا راستہ کچھ صاف ہو جائے۔ ایسے ہی ایک جھُوٹے رسالے کے جواب میں ہم اِس مضمون کو باقساط قلمبند کر رہے ہیں۔

لیکن اب جبکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ دیوبندی مجدّد الملّت نے حضور علیہ السّلام کی کُتب سے بلا حوالہ اِستفادہ کیا ہے (یا یُوں کہو کہ علمی سرقہ کیا ہے) تو انہیں کم از کم اپنے مجدّد الملّت کے احترام میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی توہین سے باز آجانا چاہیئے۔ مگر یہ تو اپنے مجدّد الملّت اور حکیم الاُمّت کے اِس قدر ناخلف و نافرمان ہیں کہ مجدّد الملّت جن کی کُتب کے صفحوں کے صفحے بغیر حوالوں کے ہضم کر گئے ہیں، بجائے اُن کے آگے سر جھکانے کے انہیں بُرا بھلا کہنے سے باز نہیں آتے۔ جن کا باپ کسی کے اِحسان کے بوجھ سے جُھکا ہُوا ہو اُس کی اُولاد کو ایسے محسن کی تاعُمر غلامی قبول کر لینی چاہیئے۔ لیکن یہ توفیق بھی خدا قسمت والوں کو دیتا ہے۔

(باقی)

(مُنیر احمد خادم)

لہ "اکابر علمائے دیوبند" ص ۳۵

اِعلان

ایسے احباب جو قادیان میں صدقہ جانور اور عقیقہ جانور و قربانی جانور کے لئے دفتر امارتِ مقامی کو تحریر فرماتے ہیں ان کی اِطلاع کے لئے تحریر ہے کہ جانور کی قیمت بوجہ مہنگائی زیادہ ہو جانے سے آئندہ احباب جماعت برطانیہ تیس ۳۰ پونڈ فی جانور کے حساب سے اور احباب جماعت U.S.A. چالیس ۴۰ ڈالر فی جانور کے حساب سے رقم اِرسال کیا کریں۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

وقفِ جدید کے سال ۱۹۹۶ء کا اِختتام

جیسا کہ احبابِ جماعت کو بخوبی علم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر سال دسمبر کے آخری جُمعہ یا جنوری کے پہلے جُمعہ میں وقفِ جدید کے سالِ نَو کے آغاز کا اعلان فرماتے ہیں اس موقع پر عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے چندہ وقفِ جدید کے وعدہ و وصولی کی پوزیشن حضور اقدس کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ سال ۱۹۹۶ء ختم ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ کا مختصر عرصہ رہ گیا ہے۔ تمام عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے خصوصاً اور افرادِ جماعت سے عموماً درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے چندہ وقفِ جدید کا جائزہ لیکر ۱۵ر دسمبر ۱۹۹۶ء تک قادیان ارسال کر دیں تاکہ بر وقت حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے اور اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین۔

ناظم وقفِ جدید قادیان

خطبہ جمعہ

آپ نے کامل یقین کے ساتھ دنیا کو ہدایت کی طرف بلانا ہے اور کامل یقین کے بغیر ہدایت کی طرف بلانا بے کار ہو جایا کرتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۶ اگست ۱۹۹۶ء مطابق ۱۶ ظہور ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے!]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۠ (بنی اسرائیل: ۸۵)

قرآن کریم کی بعض آیات کے حوالے سے میں نے گزشتہ خطبات میں "تعاونوا علی البر والتقویٰ" کے مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ نیکیوں کے معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور بدیوں کے معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ اسی تعلق میں اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے دعوت الی اللہ کا مضمون بیان کیا تھا۔ دعوت الی اللہ بھی دراصل تعاون علی البر والتقویٰ کے نتیجے میں طبعاً پیدا ہوتی ہے۔ اور اس پہلو سے میں مضمون کے کچھ حصے کو بیان کر سکا تھا کچھ باقی تھا کہ وقت ختم ہو گیا۔ آج میں نے اس مضمون کے ایک اور پہلو کو اٹھایا ہے جو دراصل بعض ذہنوں میں ایک اشتباہ پیدا کرتا ہے اس لی وجہ سے وضاحت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا" کہ تو کہہ دے کہ ہر شخص اپنی تخلیق، اپنی تشکیل کے مطابق کام کرتا ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے، وہی جانتا ہے جو تمہارا رب ہے کہ تم میں سے کون زیادہ صحیح رستے پر تھا یا زیادہ صحیح رستے پر ہے۔ دوسری طرف قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ جو بت پرست ہیں، جو شرک کرنے والے ہیں ان پر بھی تم تحکم نہ کرو اور اس یقین کے باوجود کہ خدا ایک ہے ان کے بتوں کو بھی گالیاں نہ دو۔ وجہ کیا ہے "کذالک زینا لکل امۃ عملھم ثم الی ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون" (الانعام: ۱۰۹) کیونکہ ہم نے اسی طریق پر ہر شخص کو اس کا مسلک خوب صورت کر کے دکھایا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں ہی ٹھیک ہوں۔ ہاں جب تم مر جاؤ گے "ثم الی ربھم مرجعھم" ان لوگوں کا، سب کا جب رجوع خدا کی طرف آخر پہ ہو گا تو وہ فیصلہ کرے گا کہ کون صحیح تھا اور کون غلط تھا۔

ان دو آیات کے پیش نظر کیا دعوت الی اللہ کرنا درست بھی ہے کہ نہیں۔ کیا ہم یقین کے ساتھ یہ کہہ بھی سکتے ہیں کہ نہیں کہ ہم حق پر ہیں؟ کیا ان آیات کا مضمون اس زعم سے متصادم تو نہیں کہ ہر انسان کہے کہ میں حق پر ہوں؟ زیادہ گہرائی سے جب ان آیات کے مضمون پر غور کیا جائے تو یہ متصادم نہیں ہے بلکہ بالکل اور مضمون ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ جہاں یہ فرمایا "کل یعمل علیٰ شاکلتہ" جب یہ فرمایا "فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا" وہاں ساتھ یہ بھی تو اعلان فرمایا "علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی" (یوسف: ۱۰۹)، کہ میں اور میرے ماننے والے تو بصیرت پر قائم ہیں، دن کی روشنی کی طرح صداقت کو دیکھ رہے ہیں اور پہچان رہے ہیں اور تم اندھیروں میں بھٹک رہے ہو۔ تو چونکہ قرآن کریم کی کوئی آیت کسی دوسری آیت سے ٹکراتی نہیں ہے اس لئے بظاہر متصادم آیات کو اکٹھا دیکھ کر ایسا نتیجہ نکالنا پڑے گا جو ان تینوں کے اندر تصادم نہیں پیدا کرتا بلکہ تعاون پیدا کرتا ہے۔ اور "تعاونوا علی البر والتقویٰ" کا ایک یہ بھی مضمون ہے۔

تو نیکی کے حصول کے لئے تم خود جیسے دوسروں سے تعاون کرتے ہو، تعاون چاہتے ہو قرآن کریم کی آیات بھی ایک دوسرے سے تعاون کر رہی ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ تم قرآن کریم کی متعلقہ آیات کو اکٹھا دیکھو اور ان کو متصادم پاؤ۔ کیونکہ ایک آیت جب دوسرے سے متصادم ہو تو ان کے مصنف کے دماغ میں خلل کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمام حکمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے یہ یقینی اور قطعی حقیقت ہے، اٹل بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کبھی بھی متضاد کلام نازل نہیں ہو سکتا، نہ ہوا ہے۔ پس جہاں تصادم دکھائی دے وہاں مومن کا فرض ہے، اس کے تقویٰ کا تقاضا ہے کہ تصادم کے پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے تعاون کا رنگ نکالے اور جب آیات ایک دوسرے سے تعاون کریں گی تو مضمون بالکل کھل جائے گا۔ پس اس پہلو سے جہاں تک پہلے اشتباہ کا تعلق ہے میں اس کی طرف واپس آتا ہوں۔

یہ خیال کر لینا کہ ان آیات کا یہ معنی ہے کہ انسان کو اس دنیا میں کسی قطعی حقیقت کا علم ہو نہیں سکتا یہ غلط ہے۔ یہ اگر مضمون ہو تو سارا نظام دین درہم برہم ہو جائے۔ اس لئے یہاں ایک اور بات کی بحث چل رہی ہے وہ بنیادی حقوق کی بحث ہے۔ انسان کے خدا پر بھی حقوق ہیں، بندوں پر بھی حقوق ہیں اور خدا کے انسان پر بھی حقوق ہیں اور بندوں پر بھی حقوق ہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم کی رو سے کامل عدل پر قائم ہے۔ اور عدل کا جو نظام ہمیں ان حقوق کے معاملات میں ملتا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ چنانچہ جو مضمون ان دو آیات کے حوالے سے میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے یعنی ہر شخص اپنی "شاکلہ" پر کام کرتا ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون صحیح ہے اور ہر شخص کو اپنی چیز اچھی دکھائی دیتی ہے اور قیامت کے دن جب تم خدا کی طرف لوٹ جاؤ گے تو وہ فیصلہ کرے گا۔

ان باتوں میں کہیں تضاد تو نہیں۔ یہ مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے کھول رہا ہوں۔ کوئی تضاد نہیں بلکہ ایک ایسا مضمون بیان ہو رہا ہے جو انسان کی بشریت کے تقاضے سکھاتا ہے، اس کو عجز کی اعلیٰ تعلیم دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس سے خدائی کے حق کو چھینتا ہے اور اس کو بتاتا ہے کہ تم اپنی عقل پر بھروسہ کرنے کے باوجود خدائی اختیارات اپنے قبضے میں لینے کے اہل نہیں ہو، نہ تمہیں یہ دیئے جائیں گے۔ یعنی دو آیات ہیں جو انسان اور انسان کے درمیان ایک بنیادی عدل کی تعلیم دینے والی ہیں۔ پس ہر شخص جو کسی بات کو حق سمجھے خواہ وہ حق ہو یا نہ ہو، یہ قرآن نہیں کہہ رہا کہ ہر بات جو انسان سمجھتا ہے وہ حق ہی ہوتی ہے، یہ بحث یوں ہے کہ اگر ایک انسان کسی بات کو حق سمجھتا ہے تو یہ فیصلہ اللہ ہی کر سکتا ہے کہ واقعتہً وہ حق سمجھ بھی رہا تھا کہ نہیں، جھوٹا تو نہیں تھا۔ اور اگر وہ سچا ہو حق سمجھنے میں تو اس کو سزا مل ہی نہیں سکتی۔ پس سزا کا تعلق لازماً اس احساس کے ساتھ ہے جو انسان کو مجرم کرتا ہے اور اس کا ضمیر ہے جو ہمیشہ اس کو مجرم کرتا ہے۔ پس جہاں تک دنیا کے دیکھنے کا تعلق ہے، دنیا اس کے ضمیر کی آواز تو نہیں سنتی، اس کو پتہ ہی نہیں کہ اس کے اندر کیا کیا آوازیں اٹھتی رہیں اور کیوں یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کو اپنی غلطی کا چاہے تو علم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہ" (القیامہ: ۱۵، ۱۶) کہ یہ کہہ دینا کہ ہم کسی کو ہر بات اس کو اچھا کر کے دکھاتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ ہر شخص جو جھوٹا ہو غلط کار ہو وہ جائز طور پر اس بات کو اچھا دیکھتا ہے۔ اور اس کا یہ اچھا دیکھنا اسے سزا سے بری کرتا ہے۔ یہ دو الگ الگ مضمون ہیں چونکہ باریک ہیں اس لئے میں آپ کو سمجھانا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ روزمرہ کی زندگی میں ان کا سمجھنا ضروری ہے۔

ہر چیز کو اچھا دیکھنا یہ نفس کے اندر جو دھوکہ دینے کی صفت ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔ ہم دکھاتے ہیں، سے مراد یہ ہے کہ ہم نے نفس کو اس طرح تشکیل دیا ہے کہ ہر انسان اپنے نفس کے دھوکے میں مبتلا رہتا ہے ہمیشہ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے اسے یہ طاقت بخشی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے اندر کی خرابیوں کو دیکھے، جانچے، پہچان لے اور معلوم کر لے کہ وہ غلط ہے۔ یہ بصیرت والے مضمون کے "ولو القیٰ معاذیرہ" (القیامہ: ۱۶) والے مضمون کے علاوہ یہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے بھی ثابت شدہ مضمون ہے۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جو بھی فیصلہ کرتا ہے اس کے اندر خدا تعالیٰ نے طاقت رکھی ہے کہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر سکے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے "خلق الانسان علمہ البیان" (الرحمان: ۴، ۵) بیان کا معنی بعض لوگ صرف اظہار بیان کی طاقت سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ غلط ہے یہ بات۔ بیان کا تعلق بینہ سے ہے اور بینہ ان صداقتوں کو کہا جاتا ہے جو لازمی اور حقیقی اور دائمی ہیں۔ وہ صداقتیں جو انسان کی ضمیر پر کندہ ہیں۔ ہر انسانی فطرت ان صداقتوں کے خمیر سے اٹھائی گئی ہے اور ان کو پہچاننا اور ان کے مقابل پر بدی سے ان کی تمیز کرنا یہ بیان ہے یعنی کھرے کھوٹے کی تمیز کی طاقت، صحیح کو غلط سے جدا کرنا۔ پس بیان اگر اندر ہو تو پھر وہ بیان بن سکتا ہے باہر۔ کوئی انسان بھی جو اپنے مضمون پر پورا عبور نہ رکھتا ہو اسے پتہ نہ ہو کہ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے، اس مضمون پر بات نہیں کر سکتا۔ پرچہ دینے والا طالب علم پرچہ بھی نہیں دے سکتا کیونکہ بیان کا ایک اندرونی تعلق ہے اور ایک بیرونی

تعلق ہے۔ جس شخص کو اندرونی طور پر اپنی کیفیات کا قطعیت سے علم ہو، جس مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہے اس کے سب پہلوؤں پر حاوی ہو وہ جب بیان کرے گا تو کھل کر بیان کرے گا۔ جب یہ علم نہ ہو تو پھر اس کو مضمون بیان کرتے وقت الجھن محسوس ہوتی ہے۔ وہ کبھی ادھر بھٹکتا ہے کبھی ادھر بھٹکتا ہے۔ الفاظ کی تلاش کرتا ہے وہ صحیح ملتے نہیں۔ غرضیکہ اس کا سارا بیان ہی الجھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ تبھی غصے کی حالت میں بیان کی طاقت ختم ہو جاتی ہے اور قرآن کریم سے صاف پتہ چلتا ہے کہ غصے کی حالت میں جب غلبہ ہو کسی وقت کسی جنون کا اس وقت انسان بیان کرنے کی طاقت سے محروم ہو جاتا ہے۔ "فی الخصام غیر مبین" (الزخرف:۱۹) اور غصے کا مضمون خصام کے لفظ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا جب یہ عورتیں جھگڑا کرتی ہیں تو کھل کر بات نہیں کر سکتیں یا انسان جو بھی ہوں سب پر یہ برابر مضمون آتا ہے کہ جب وہ جھگڑنے کے موڈ میں ہوں تو چونکہ غصے کی حالت میں جھگڑا پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ بیان کی طاقت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ تو بیان کو صرف ظاہری کلام پر محمول کرنا غلط ہے۔ بیان اس اندرونی طاقت کا نام ہے جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرتی ہے اور اگر یہ طاقت ہے تو ہر انسان کو قطعیت سے معلوم ہو جانا چاہئے کہ میرا مسلک درست ہے کہ غلط ہے۔ اگر نہیں ہوتا تو نفس کا بہانہ ہے۔ اور نفس کا بہانہ ہے جو چیز کو خوبصورت دکھاتا ہے اور نفس کے بہانوں کے باوجود انسان اپنی غلطی کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ ہے تمام مضمون جو ان آیات کے باہمی تعاون سے ابھرتا ہے۔ "ولو القیٰ معاذیرہ" کے مضمون کو آپ دیکھ لیں اور پھر یہ دیکھیں کہ باوجود اس کے کہ نفس بہانے بناتا ہے پھر بھی انسان پہچان سکتا ہے تو اس کے بعد "زینا" کا معنی پھر ایسا کرنا جو اس آیت سے متصادم ہو جائز ہی نہیں ہے۔ "زینا لکل امۃ عملھم" کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان ایک غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے۔ کھوئی کھوئی حالت میں رہتا ہے۔ جو کچھ کرتا ہے اسے اچھا دکھانے میں یہ بات بھی شامل کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھا دیکھے اور اچھا دکھائے۔ اس وجہ سے وہ بسا اوقات صداقتوں پہ بھی پردے ڈال لیتا ہے۔ لیکن چاہے تو اپنے نفس کو معلوم کر سکتا ہے اور وہ لوگ جو صداقت پر ہیں یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں "علیٰ بصیرۃ انا و من اتبعنی" یہ اعلان کرتے ہیں کہ یقیناً ہم کھلی کھلی واضح روشن صداقت پر قائم ہیں۔ فیصلہ تو مرنے کے بعد ہو گا لیکن یقین اس دنیا میں بھی ہوتا ہے۔ دوسرا جب کہتا ہے مجھے بھی اسی طرح یقین ہے پھر بحث اٹھتی ہے کہ کس کو کیا اختیار ہے۔

کامیاب داعی الی اللہ وہی ہے جس کی آواز یقین سے بھری ہوئی ہو اور وہ یقین اسے بے چین رکھے اور آخری وقت تک بے چین رکھے

اب یہ مضمون اس منزل میں داخل ہو جاتا ہے جہاں دو دعوے دار آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ایک نے کہا تم کہتے ہو ہم بصیرت پر ہیں، ہم بھی یقین سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم بصیرت پر ہیں۔ تم کہتے ہو تمہیں کامل یقین ہے تم سچے ہو، ہم بھی کہتے ہیں ہمیں کامل یقین ہے کہ ہم سچے ہیں۔ اب وہاں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ انسانی ضمیر کی آزادی کے ساتھ جو خدا نے انصاف فرمایا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کو جھوٹا قرار دے کر سزا دینے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ تو جو مضمون ہے "ثم الی ربھم مرجعھم" اس میں یہ وضاحت فرمائی گئی ہے کہ اس دنیا میں جھوٹے تو ہیں بہرحال، یہ تو نہیں کہ سارے سچے ہیں۔ ہر ایک کو یہ بھی حق ہے کہ کہہ لے کہ ہم سچے ہیں۔ ہر ایک اپنی بات کو اچھا دیکھ بھی لیتا ہے اگر کچھ مخفی اور غفلت کی آنکھوں سے دیکھے۔ لیکن اس میں یہ طاقت ضرور موجود ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے نفس کو ٹٹولے اور صداقت معلوم کر لے۔ اگر یہ طاقت نہ ہوتی تو قیامت کے دن اس کو سزا دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اب یہی آیت جو "زینا" والی آیت ہے جب یہ کہتی ہے کہ جب ہمارے سامنے پیش ہو گے تو ہم پھر برے اعمال کے مطابق اس کو سزا دیں گے تم نہیں دے سکتے یعنی اے انسان ہم کریں گے یہ کام۔ تو صاف ثابت ہوا کہ سزا کا جواز موجود ہے اور وہ جواز اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ہر انسان اپنے ضمیر کی آواز کو سنتا ہو یا ایک لمبے عرصے تک سنتے سنتے جب اس کو نظر انداز کر دے تو بہرا ہونے سے پہلے پہلے وہ اپنے خلاف یہ ثابت کر چکا ہو کہ میں جھوٹا ہوں اور صحیح آوازیں مجھے ملی تھیں اور میں نے ان کو رد کر دیا تھا۔ یہ وہ حتمی فیصلہ ہے جو اس دنیا میں ہر انسان کر سکتا ہے اور کر لیتا ہے۔ پھر جو حالتیں ہیں وہ دھوکے کی حالتیں ہیں، وہ بے ایمانی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں دہریت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں، نفس کے غلبے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن جب یہ پیدا ہو جائیں تو پھر خدا کیا حق دیتا ہے یہ سوال ہے جو اٹھایا جا رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ہر بندے سے یہ حق لے لیتا ہے کہ دنیا میں خدا بنے اور معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ کہتا ہے تم وہیں کھڑے ہو جاؤ جہاں دوسرا کہتا ہے میں بھی سچا ہوں۔ تم اپنی طرف سے دلائل دے بیٹھے اس نے انکار کر دیا اور کہہ دیا نہیں میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ میں سچا ہوں۔ پھر معاملہ حوالہ بخدا کرو پھر تمہیں اختیار نہیں ہے کہ قانون خداوندی کو اپنے ہاتھ میں لو اور اس کی سزا کا، دنیا میں سزا کا فیصلہ کرو۔

یہ بات کہ دنیا میں سزا کا فیصلہ کرنا انسان کو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا ہی نہیں یہ بات اس مضمون کو مزید

آپ نے کامل یقین کے ساتھ دنیا کو ہدایت کی طرف بلانا ہے اور کامل یقین کے بغیر ہدایت کی طرف بلانا بے کار ہو جایا کرتا ہے

کھول دیتی ہے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اور اسی آیت میں وہ دلیل موجود ہے جس سے آپ ثابت کر سکیں کہ آپ سچے ہیں اور فلاں جھوٹا ہے۔ کیونکہ جب اختلاف پیدا ہوں اور خدا کے اس فیصلے کے خلاف کوئی فریق یہ اعلان کرے کہ چونکہ میں تمہیں جھوٹا دیکھتا ہوں اس لئے میرا حق ہے کہ تمہاری گردن ماروں۔ میں تمہیں جھوٹا سمجھتا ہوں اس لئے میرا حق ہے کہ تمہیں سزائیں دوں، تمہیں تمہارے بنیادی حقوق سے محروم کروں تو وہیں اس کا جھوٹا ہونا اس دنیا میں ثابت ہو گیا۔ کیونکہ قرآن کریم کے اس بیان سے متصادم ہو گیا وہ۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرا حق ہے کہ میں فیصلہ کروں اور جب تم میری طرف لوٹائے جاؤ گے تب میں فیصلہ سناؤں گا۔ ایک مولوی کہتا ہے کہ میرا حق ہے کہ میں فیصلہ کروں اور میں اتنا سچا ہوں کہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور میں پوری استطاعت رکھتا ہوں کہ اس کے دل کے حالات بھی پڑھ لوں اور فیصلہ کر دوں کہ یہ جھوٹا ہے اور میں سچا۔ اور اتنا سچا ہوں کہ مجھے مالکیت کے اختیار بھی مل گئے ہیں۔ اتنا سچا ہوں کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں اس انتظار کی کہ مریں گے تو خدا فیصلہ کرے گا۔ زندگی میں میں فیصلہ کر سکتا ہوں مجھے طاقت ہے میں مار سکتا ہوں میں کیوں نہ ماروں۔ جوں ہی وہ یہ موقف اختیار کرتا ہے اس آیت کی رو سے وہ جھوٹا ثابت ہو گیا۔ پس یہ آیات جو ہیں وہ اپنے اندر استدلال رکھتی ہیں اور یہ غلط ہے کہ کوئی کہہ دے کہ "علیٰ بصیرۃ" ہو ہی نہیں سکتا۔ جوں ہی آپ کے سامنے کوئی یہ موقف اختیار کرتا ہے کہ نہ صرف میں سچا ہوں بلکہ تمہیں جھوٹا ہونے کی سزا کا بھی اختیار رکھتا ہوں وہیں وہ جھوٹا ثابت ہو گیا۔ اور جھوٹا بھی اور جھوٹا خدا بھی۔ نہ اس کا دین رہا نہ اس کی دنیا رہی ہر حالت سے وہ ذلت اور تباہی کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

اور "علیٰ بصیرۃ" کا دعویٰ یہاں سے شروع ہوتا ہے وہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور سب دنیا دیکھ لیتی ہے کہ یہ آدمی سچا ہے کیونکہ اپنے انسانی دائرے سے آگے نہیں بڑھتا۔ اپنے اختیارات کے دائرے میں رہتا ہے، خدا کے اختیارات پر قبضہ نہیں کرتا۔ پس دنیا بھی دیکھ سکتی ہے کہ وہی سچا ہے لیکن مذہبی جھگڑوں کو نپٹانے کے لئے فسادات سے انسان کو بچانے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے یہ عدل کا قانون جاری فرما دیا کہ تم میں سے ہر ایک خواہ اپنے آپ کو سچا سمجھے بھی، یقین کا بھی اظہار کرے اسے اپنے یقین کے نتیجے میں دوسرے کو اس دنیا میں گمراہی کی سزا دینے کی اجازت نہیں ہے۔ سب گمراہ خدا کی خدمت میں لوٹائے جائیں گے اور یہ فیصلے مرنے کے بعد ہونگے کہ کون حقیقت میں سچا تھا، کون حقیقت میں جھوٹا تھا اور کس کے ساتھ خدا کو کیا سلوک کرنا ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب میں آپ کو سمجھاتا ہوں آپ کا حق ہے "ادع الیٰ سبیل ربک" (النحل:۱۵) پر عمل کریں کیونکہ آپ نے جب یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ آپ سچ پر قائم ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی راہ کی طرف بلانا آپ کا حق ہے اور اس وہم کی ضرورت نہیں کہ چونکہ مرنے کے بعد فیصلے ہونے ہیں اس لئے میں کیوں خواہ مخواہ اس دنیا میں مصیبت مول لے بیٹھوں۔ پس فیصلہ ہی اللہ نے کرنا ہے تو ہو سکتا ہے میں جھوٹا ہوں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ میں جھوٹا ہوں کا مضمون سچے مومن کی ذات سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کے نفس نے کبھی کوئی بہانہ تراشا نہیں ہے۔ وہ نفس کے تقویٰ پر قائم ہوتا ہے اور اپنے نفس کو بھی پہچانتا ہے اس کے حالات پر نظر رکھتا ہے اور وہ بصیرت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے وہ دوسرے کے نفوس کو بھی پہچاننے لگتا ہے۔ اگر وہ تعدی نہیں کرتا اور تعلی نہیں کرتا تو خدا کے ڈر سے ایسا نہیں کرتا ورنہ بالکل صاف دیکھ رہا ہوتا ہے کہ حقیقت حال کیا ہے اور اس کی ساری زندگی اس کی سچائی کی گواہ بن جاتی ہے۔ **پھر خدا کی تائیدات ہیں چنانچہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم فرمایا گیا کہ اعلان کر دو کہ میں اور میرے ماننے والے بصیرت پر قائم ہیں وہاں یہ مضمون ساتھ شامل ہے کہ اللہ کی تائید ہمارے ساتھ ہے اور وہ گواہ ہے کہ ہم بصیرت پر قائم ہیں۔ پس اگر دنیا میں یہ گواہیاں خدا نہ دیتا تو قیامت کے دن ان لوگوں کو مجرم کیسے قرار دے دیتا۔ اگر یہ مضمون سمجھا جائے کہ ہر ایک دھوکے میں مبتلا ہے پتہ ہی نہیں لگ سکتا کسی کو میں سچا ہوں کہ جھوٹا ہوں، مرنے کے بعد پتہ چل جائے گا تو جزا سزا کا نظام ہی سارا درہم برہم ہو جائے گا اور اگر پھر بھی خدا سزا دے گا تو عدل کے تقاضوں کو چھوڑ کر سزا دے گا جو ناممکن ہے۔ پس ہر شخص کو پتہ ہے وہ اپنی حقیقت سے، اپنی کمزوری سے آگاہ ہوتا ہے، اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے اور اس کا اپنے آپ کو دھوکہ دینا چونکہ انا کی فطرت میں داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اسے اچھا بنا کے دکھایا ہے۔ وہ یہی سمجھتا رہتا ہے کہ میں اچھا ہوں لیکن تلاش کرنا چاہے اپنے ضمیر کو کریدے تو اس کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔**

پس آپ کامل یقین پر قائم ہیں۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بے شمار تائیدات ہیں جو بڑے زور اور طاقت کے ساتھ ایک سو سال سے زائد عرصے پر پھیلی پڑی ہیں۔ ایک لمحہ بھی احمدیت کا ایسا نہیں جب خدا کی غیبی تائیدات نے آپ پر آپ کا سچا ہونا ثابت نہ کر دیا ہو۔ اور محض نفس کے خیال کا جو پہلو ہے وہ اس کے مقابل پر ایک معمولی پہلو رہ جاتا ہے۔ جس کی پوری تاریخ اللہ کی تائیدات سے بھری ہوئی ہو اور

خدمت خلق کرنے والوں کی دعوت الی اللہ بہت زیادہ پھول اور پھل لاتی ہے بہ نسبت ان کے جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری ہمدردی میں یہ کام کر رہے ہیں مگر ضرورت کے وقت اس کی ہمدردی ان کے دل سے، ان کے اعضاء سے ظاہر نہیں ہوتی

روشن ہو چکی ہو وہ ایک لحہ کے لئے بھی شک کے اندھیروں میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ پس آپ نے کامل یقین کے ساتھ دنیا کو ہدایت کی طرف بلانا ہے اور کامل یقین کے بغیر ہدایت کی طرف بلانا بے کار ہو جایا کرتا ہے۔ کامل یقین کے بغیر بلانے والا وہ طاقتیں ہی حاصل نہیں کرتا جو بلانے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص مذاق سے کہہ دیتا ہے یعنی بعض لوگوں میں رواج ہے وہ سمجھتے ہیں مذاق میں جھوٹ بولنا جائز ہے کہ آگ لگ گئی گھر میں۔ لوگ سمجھتے ہیں شاید یہ کہہ رہا ہے تو لگ گئی ہوگی۔ لیکن ایک دو دفعہ کے جھوٹ سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس آواز میں وہ بات ہی نہیں تھی۔ لیکن جب سچ مچ کی آگ لگے اس وقت جو آواز نکلتی ہے وہ بالکل اور طرح کی آواز ہوتی ہے۔ ڈرانے کے لئے کہ تمہارے پیچھے سانپ ہے ایک آواز اٹھ سکتی ہے۔ وقتی طور پر ایک انسان اس سے مرعوب بھی ہو جاتا ہے۔ مگر جو سچ مچ کا سانپ ہے وہ نکلے تو وہ خود بھی ایسا اچھلتا ہے اور اس کی آواز میں ایسی طاقت آ جاتی ہے کہ ہر پہچاننے والا پہچان لیتا ہے کہ یہ سچی آواز ہے۔ اور یہ بیان کی ایک مثال ہے۔ انسانی فطرت میں خدا تعالیٰ نے بیان کرنے کی صلاحیت رکھی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے دھوکے کی آوازیں اگر وقتی طور پر مرعوب بھی کریں تو لمبا عرصہ نہیں کرتیں۔ جو سچ کی آواز ہے وہ اس طاقت کے ساتھ اٹھتی ہے کہ اس کے نتیجے میں دوسرے کے لئے پہچاننا مشکل نہیں رہتا۔

اس کے علاوہ ایک اور مضمون ہے جو اس کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے جو ہر داعی الی اللہ کو سمجھنا چاہئے اور اس کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث سے ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری اور میری مثال تو ایسی ہے جیسے تم آگ کے گڑھے کی طرف تیزی سے دوڑے چلے جا رہے ہو میں تمہارے پیچھے آوازیں دیتا بھاگ رہا ہوں خبردار رکو، روکو اپنے قدم کیونکہ تم آگ کے گڑھے میں گرنے والے ہو اور تم میری کچھ نہ سن رہے ہو یہاں تک کہ میں تمہاری کمر پہ ہاتھ ڈالوں، تمہارے کندھوں سے پکڑوں، تمہارے بدن کو کھینچنے کی کوشش کروں کہ کسی طرح باز آ جاؤ اور آگ کے گڑھے میں نہ گرو یہ کیفیت کامل یقین کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔

انبیاء جو وارفتگی کے ساتھ ایک جنون کی کیفیت کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں وہ اس کامل یقین کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے کہ ہم سچے ہیں اور ہمارا منکر لازماً ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے گا۔ اب دعوت الی اللہ کرنے والا اگر اس یقین سے دعوت الی اللہ نہیں کرتا تو اس کی آواز میں طاقت ہی نہیں پیدا ہوگی۔ وہ گھبراہٹ اور بے چینی کہ یہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور میں نے لازماً ان کو بچانا ہے یہ ایک غیر معمولی قوت ہے جو یقین سے اٹھتی ہے اور صاحب فہم لوگ اس کو پہچانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس آواز میں سچائی ہے۔ اگر وہ نہ بھی مانیں تو اپنی دوسری مجبوریوں کی وجہ سے اس کو رد کرتے ہیں لیکن آواز کی شوکت ان کو ضرور بتا دیتی ہے کہ بلانے والا کچھ مختلف ہے۔

چنانچہ بعض بیعت کرنے والوں نے مجھے یہی بات بتائی کہ ہم نے ایک احمدی کی بات پر جو کان دھرا ہے وہ اس وجہ سے کہ اس کی آواز میں وہ غیر معمولی صداقت کا نشان تھا کہ جب ہمیں بلاتا تھا تو اس کے اندر ایک بے چینی پائی جاتی تھی کہ اگر ہم نہیں جائیں گے تو نقصان ہوگا۔ اس لئے ہم مسلک کو سمجھ کر احمدی نہیں ہوئے۔ مسلک کو بعد میں سمجھا ہے۔ پہلے جو احمدیت کی طرف ہمیں کسی چیز نے مائل کیا ہے وہ بلانے والے کی آواز کی سچائی۔ اس کی شوکت تھی۔ اور ایسا ایک دفعہ نہیں بارہا میرے علم میں آ چکا ہے کہ کامیاب داعی الی اللہ وہی ہے۔ جس کی آواز یقین سے بھری ہوئی ہو اور وہ یقین اسے بے چین رکھے اور آخری وقت تک بے چین رکھے۔

اس کی ایک مثال ہمارے ایک ایسے سلسلے کے خادم مربی کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے جو دو دن پہلے سپین میں وفات پا گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ بھی میں بعد میں پڑھاؤں گا لیکن میں آپ کو ان کے ذکر خیر میں اس مضمون کو واضح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان کی زندگی اور یہ مضمون ایک دوسرے میں مدغم ہو چکے تھے۔ دعوت الی اللہ کا ان کو ایسا جنون تھا کہ کبھی میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو اس طرح دعوت الی اللہ کے جنون میں مبتلا ہو چکا ہو۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، آتے جاتے، سیر پر جائیں، کہیں تفریح ہو رہی ہو انہوں نے اپنے بعض دفعہ جیبوں سے، بعض دفعہ بیگ سے پمفلٹ ضرور نکالنے ہیں۔ ادھر ہم ایک جگہ ہوٹل میں کھانا کھا رہے ہیں اور اچانک اٹھے اور سارے پمفلٹ تقسیم کرنے شروع کر دئے۔ بیرا آیا تو اس کو کہا کہ ٹھہرو یہ لے لو اور یہ پڑھو۔ بعض دفعہ تعجب ہوتا ہے اور کچھ وقتی طور پر Embarresment جس کو کہتے ہیں وہ بھی محسوس ہوتی تھی کیونکہ دعوت الی اللہ کا جنون تو ہے اور بہت اچھا ہے مگر حکمت کے بھی تقاضے ہیں۔ قرآن کریم نے دعوت الی اللہ سے پہلے حکمت کا مضمون باندھا ہے۔ ایک موقع پر میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ کی یہ بات بہت ہی پیاری ہے کیونکہ میں آپ کو جانتا ہوں سچائی ہے، آپ کے دل میں جنون ہے لیکن آپ نے حکمت کے تقاضے چھوڑے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمارا کھانا بھی خراب کیا اور ارد گرد مہمانوں کے کھانے بھی خراب کئے۔ کئی خاندان ہیں جو سیر کی خاطر بڑی دور سے خرچ کر کے آئے ہیں وہاں آپ زبردستی ان کو مذہب کی طرف لا رہے ہیں ان کا بالکل دل نہیں چاہ رہا، ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ گھبرا رہے ہیں صرف شرافت کی وجہ سے آپ کو کچھ نہیں کہتے۔ بیرا بے چارہ گھبرا گیا۔ یہ کیا ہو گیا میں نے تو کھانے کی پلیٹ رکھی ہے تو اس نے آگے سے ایک پمفلٹ پکڑا دیا ہے۔ تو حکمت کے لحاظ سے آپ بے شک یہ کہہ سکتے ہیں کہ بسا اوقات وہ اپنے جنون کی وجہ سے حکمت کے تقاضے بھی بھول جاتے تھے اور مجھے ان کو سمجھانا پڑا۔ اور اس وجہ سے چونکہ میں ان کے ساتھ سفر کر چکا تھا، میں دیکھ چکا تھا۔ مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اتنا بے شمار پمفلٹ کا خرچ کیوں ہو رہا ہے۔ کیونکہ سپین میں اتنے احمدی نہیں تھے جتنے پمفلٹ چل رہے تھے۔ تو ان کا یہ شغل تھا زندگی میں۔ بازار میں چلتے پھرتے ہر جگہ وہ پمفلٹس کے بیگ انہوں نے اٹھائے ہوتے تھے وہ خالی کر کے واپس آیا کرتے تھے۔ تو میں نے پھر ان کو سمجھایا۔ میں نے کہا دیکھیں خرچ سے کوئی عار نہیں ہے۔ خرچ پر مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر برمحل تو ہونا چاہئے۔ کیونکہ مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہ ادھر پمفلٹ لے کے گئے ادھر لوگوں نے پھینک دئے اور بعض دفعہ پھر وہ قدموں تلے روندا بھی جاتا تھا۔ تو جب میں نے ان کو پیار سے یہ باتیں سمجھائیں تو سمجھ گئے اور اس کے بعد پھر انہوں نے اپنے طرز تبلیغ میں کچھ تبدیلی کی جو مناسب حال تھی۔ لیکن تبلیغ آخری دموں تک کرنے کا ایسا جنون تھا کہ وفات سے چند منٹ پہلے چوٹی کا ڈاکٹر ان کو دیکھنے آیا کہ کیا حالت ہے اور اسی حالت میں منہ میں آکسیجن لگی ہوئی ہے یا ہٹا کر یا کچھ زور لگا کر اپنی بیوی کو کہا فوراً اسلامی اصول کی فلاسفی اس سرجن کو دے دو۔ ان کی بیگم سے جب میں نے تعزیت کا فون کیا تو انہوں نے کہا سرجن مجھے کہتا تھا یہ کیا شخص ہے۔ زندگی آخری دموں تک جا پہنچی ہے۔ جان لبوں پر آ گئی ہے اور میں اس کی طبیعت پوچھنے آ رہا ہوں یہ مجھے کہتا ہے فلاں کتاب پڑھو۔ اور ہر ایک سے یہی حال تھا۔ سارے ارد گرد کے مریض اس وقت ان کی تبلیغ کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ اور بہت نرم دل سے لوگوں سے ملتے تھے۔ اپنے خاندان کے جو افراد ملنے آتے تھے صرف ایک دفعہ غصہ آیا وہ اس بات پر کہ انہوں نے کہا تھا کہ فلاں لٹریچر دو لٹریچر تھا نہیں۔ کہا کہ میری عیادت کرنے کیا تم آئے ہو۔ اگر لٹریچر ہی نہیں لے کے آتے تو اس عیادت کا کیا فائدہ۔ ان کی ایک بیٹی امریکہ ہے اس نے فون کیا اور یہ آخری دموں کی بات ہے کچھ یعنی آخری چند دنوں کے اندر اس کو خیال تھا کہ پتہ نہیں ابا ابھی زندہ بھی ہیں کہ نہیں۔ گھبراہٹ میں اس نے فون کیا تو فون پہ کہا ہاں ہاں میں نے پہچان لیا ہے۔ یہ بتاؤ تبلیغ کرتی ہو کہ نہیں۔ وہ حیران کہ اچھا مریض ہے۔ میں پوچھ رہی ہوں حالت کیا ہے ابا کی۔ اور پھر کہا دیکھو فرض کر لو اپنے اوپر ایک احمدی ضرور بنانا ہے۔ یہ وعدے لیتے لیتے اس دنیا سے رخصت ہوئے تو دعوت الی اللہ کا جو ایسا جنون کہ ساری زندگی پہ قبضہ کر لے یہ خدا کا خاص انعام تھا جو ان پر تھا۔ مسلسل پچاس سال انہوں نے سپین میں دعوت الی اللہ کا کام کیا ہے۔ اور شوق ایسا تھا کہ جب ایک زمانے میں جماعت کی غربت کی وجہ سے۔ ۱۹۴۷ء کی بات ہے۔ یہ چھیالس میں وہاں گئے ہیں اور ایک سال کے اندر اندر جو مبلغ باہر بھجوائے گئے تھے جماعت کے پاس پیسے نہیں تھے کہ ان کو ان کے روزمرہ کی زندگی کی اخراجات دے سکے۔ بڑی تنخواہوں کی تو بحث ہی نہیں ہوا کرتی تھی۔ یہ بات چلتی تھی کہ روزمرہ زندہ رہنے کے لئے جو کم از کم ضرورتیں ہیں وہ جماعت پوری کر سکتی ہے کہ نہیں۔ آخر حضرت مصلح موعودؓ نے بادل نخواستہ یہ فیصلہ کیا کہ بہت سے مبلغوں کو واپس بلا لیا جائے یا ان کو کہہ دیا جائے کہ ہم اب تمہیں کچھ نہیں سپورٹ کر سکتے۔ اس لئے فارغ ہو۔ تو جب ان کو یہ پیغام ملا تو انہوں نے فوری طور پر رابطہ کیا اور کہا کہ میں تو کسی قیمت پر فارغ نہیں ہو سکتا۔ گزارے کی بات ہے میں اپنا گزارہ خود کروں گا۔ اور حضرت مصلح موعود اتنا متاثر ہوئے اس سے کہ بعد میں ایک خطبے کے دوران فرمایا کہ دیکھو ہمارا ایسا بھی مبلغ ہے اس نے کہا میری پرواہ نہ کریں میں اپنا گزارہ کروں گا بیوی بچوں کا کروں گا لیکن تبلیغ نہیں میں نے چھوڑنی۔ خدا کے لئے مجھے فارغ نہ کریں۔ جب ایک موقع پر میں نے فیصلہ کیا کہ اب ان کو بہت بیمار بھی ہو گئے تھے۔ ریٹائر کر دیا جائے تو ان کا بڑا دردناک خط ملا کہ ریٹائر نہ کریں جس طرح بھی ہے میں گزارہ کروں گا مجھے اسی حالت میں رہنے دیں۔

آج وقت ہے کہ ساری جماعت پوری طاقت کے ساتھ اپنے غیر فعال ممبروں کو یا جماعت کے وہ وجود جو ابھی تک فعال نہیں ہو سکے ان کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں

چنانچہ پچاس سال مسلسل، ستائیس سال کی عمر میں سپین گئے تھے، وہاں رہے اور اس عرصے میں ایک بڑا عرصہ وہ تھا جب جماعت سے ایک پیسہ بھی نہیں ملا۔ عطر بیچتے تھے خود ہی عطر بنانے سیکھے اور پولیس آتی تھی، تنگ کرتی تھی، پکڑتی تھی، پھر چھوڑ بھی دیا کرتی تھی۔ یہ مسئلہ نہیں سمجھ آ رہا تھا کہ پولیس نے قید کیوں نہیں کیا اور چھوڑ کیوں جایا کرتی تھی۔ یہ مسئلہ اس طرح حل ہوا کہ ایک بڑے سینئر پولیس افسر نے ان کے بیٹے سے بعد میں بیان کیا کہ ہم اسے اس لئے چھوڑ دیتے تھے کہ ہمیں خطرہ تھا کہ جیل میں سب کو احمدی بنا لے گا۔ اس لئے کوئی احسان نہیں تھا، مجبوری تھی۔ ڈرانے دھمکانے کے لئے پکڑا، قید خانے میں ڈالا اور دوسرے دروازے سے باہر نکال دیا کیونکہ جاتے ہی تبلیغ شروع کر دیتے تھے۔ تو اس حالت میں انہوں

نے زندگی بسر کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ۔ اور مجھے بھی موقع ملا ہے ان کو تبلیغ کرتے ہوئے دیکھنے کا۔ عطر چھڑکنا اور اس کے نتیجے میں لوگوں کو اس طرف بلانا کہ ایک ایسا عطر ہے جس کی خوشبو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اور اس عطر کے سوا جو میں نے تم پر چھڑکا ہے وہ بھی ایک عطر ہے اگر کہو تو میں تمہیں بتاؤں۔ تو جو تجسس کا ہر انسان کے اندر مادہ ہے لوگ پوچھتے تھے ہاں ہاں بتاؤ تو اسی وقت وہ تبلیغ شروع کر دیتے تھے تاکہ یہ ثابت کر سکیں میں نے نہیں کی تھی انہوں نے پوچھا تو میں نے تبلیغ شروع کی۔ بہر حال بہت لمبا عرصہ تک، بہت شاندار، عظیم الشان خدمت کی توفیق پائی۔ کامل وفا کا نمونہ تھے، کامل اطاعت کا نمونہ تھے۔ کبھی اطاعت سے سر مو بھی فرق نہیں کیا اور اپنی اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ ساری اولاد خدا کے فضل سے خدمت دین پر مامور رہی ہے۔ جس حالت میں بھی ہے لیکن وہ اطاعت شعار ہے اور دین سے محبت کرنے والی ہے۔ تو ان کی نماز جنازہ ہوگی اور میں امید رکھتا ہوں دنیا بھر میں احمدی اس نماز جنازہ میں تو شامل نہیں ہو سکتے لیکن دعا میں شامل ہوں اور اپنے اپنے ہاں ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت فرمائے کیونکہ واقعی عجب آزاد مرد تھا۔ دنیا کے دھندوں سے آزاد اور خدمت دین پر جتا ہوا۔

> دعوت الی اللہ کے کام کو بھی مالی نظام کے پہلو بہ پہلو کم سے کم اتنی سنجیدگی کے ساتھ لیں اور دونوں کو آگے بڑھائیں

اب میں واپس اسی مضمون کی طرف آتا ہوں۔ یہ بھی واپس کیا۔ یہی مضمون ہے جو جاری ہے یہ مثال دی ہے دعوت الی اللہ کی۔ اس رنگ میں آج آپ کو دعوت الی اللہ پہ وقف ہو جانا چاہئے اور تعاون کے رنگ میں ایسا کریں، تحکم کے رنگ میں نہ کریں۔ کامل یقین کے باوجود اس انکسار پر قائم رہیں جو قرآن کریم کی آیات ہمیں سکھلاتی ہیں کہ کامل یقین کے باوجود تحکم کا رنگ اختیار نہ کرو اور حکمت کے ساتھ پیغام کو پہنچاؤ اور عجز کے ساتھ اصولوں پر قائم رہو کہ فیصلہ خدا کرے گا لیکن پیغام دینا ہمارا کام ہے۔ اور پیغام دو تو دل کا اضطراب لوگوں کو دکھائی دینے لگے۔ وہ اضطراب جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی تبلیغ میں آپ کے سامنے پیش فرمایا ہے یعنی میں کیسا تبلیغ کا جذبہ رکھتا ہوں وہ اضطراب کامل یقین کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ اضطراب نصیب ہو جائے تو پھر آواز میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

آج جبکہ احمدیت تبلیغ کے ایک بالکل نئے دور میں داخل ہو گئی ہے جس کا وہم و گمان بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت ابھی بہت سے احمدی افراد ایسے ہیں جو ابھی تبلیغ میں داخل نہیں ہوئے۔ اس لئے جب آپ دیکھتے ہیں کہ سولہ لاکھ ہو گئے تو یہ نہ سمجھیں کہ سارے احمدیوں کی اجتماعی کوشش سے جو خدا نے قبول فرمائی سولہ لاکھ ہوئے۔ یہ بعض علاقوں کے بعض احمدیوں کی کوشش سے ہوئے ہیں۔ جرمنی میں اگر تیس ہزار ہوئے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری جرمن جماعت ہی مشغول ہے۔ ان کا ایک حصہ فعال ہے اور ایک حصہ دوسروں کی مدد بھی کرتا ہوگا۔ بیویاں خاوندوں کی مدد کرتی ہیں۔ بچے بھی ماں باپ سے تعاون کرتے ہیں مگر ابھی ایک تعداد ہے اور میرے نزدیک خاصی تعداد ہے جو براہ راست تبلیغ میں ملوث نہیں ہوئی۔ انگلستان کی حالت آپ کے سامنے ہے۔ یہاں پہلے کی نسبت بہتری ہے مگر ابھی بھاری تعداد یو۔ کے۔ کے احمدیوں کی ایسی ہے جو براہ راست تبلیغ کا سلیقہ ہی نہیں جانتی پتہ ہی نہیں کہ ہوتی کیا ہے اور وہ چند جو مستعد ہیں ان کا پھل ساری جماعت اپنی طرف منسوب کر رہی ہے کہ جماعت یو۔ کے۔ نے ایک سو ستر کی بجائے اس سال دو سو ستر احمدی بنائے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ مگر دو سو ستر کتنوں نے بنائے؟ چھ ہزار میں سے چھ ہزار نے بنائے یا چالیس پچاس نے یا بیس پچیس نے بنائے۔ تو جو بنائے ہیں وہ بیس پچیس کے دائرے میں ہی ہیں باقی تو صرف کریڈٹ لینے کے لئے یو۔ کے۔ جماعت کے ممبر بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ کریڈٹ سے مراد یہ نہیں کہ بالارادہ وہ دھوکہ دے رہے ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ مراد یہ ہے کہ کریڈٹ ملتا ہے تو کیوں نہ لے لیں۔ ہاں ہم یو۔ کے۔ کی جماعت کے ہیں اور ہماری تبلیغ پہلے سے بڑھ رہی ہے۔ چندوں میں حصہ لیتے ہیں۔ وقار عمل میں حصہ لیتے ہیں۔ دوسروں کی خدمتوں میں آگے ہیں مگر یہ پہلو ذرا لنگڑا ہے۔

> بے دھڑک ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ آپ نے اس سال پھر دگنا ہونا ہے اور خدا کے فضل سے اگر یہ فیصلہ یقین اور سچ پر قائم ہے اور آپ کا عمل آپ کے اس حوصلے سے تعاون کرے گا تو میں کامل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ ضرور دگنے ہونگے

پس آج وقت ہے کہ ساری جماعت پوری طاقت کے ساتھ اپنے غیر فعال ممبروں کو یا جماعت کے وہ وجود جو ابھی تک فعال نہیں ہو سکے ان کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔ اور نظام جماعت وقتاً فوقتاً نگرانی کرتا رہے۔ معلوم کرتا رہے کہ اس تبلیغ میں حصہ کتنوں نے لیا تھا۔ اور جنہوں نے حصہ نہیں لیا ان کی طرف متوجہ ہو۔ یہ وہ طریق ہے جو میں نے چندوں کے نظام میں آزما کے دیکھا ہے اور غیر معمولی برکت پڑی ہے۔ اس سے اور یہی طریق تبلیغ کے نظام میں بھی کار آمد ہوگا کیونکہ ایک ہی بات ہے۔ نظام کا جہاں تک تعلق ہے اس کی نوعیت کا، اس کی فعالیت، اس کی مستعدی کا۔ وہ دونوں طرف ایک ہی طرح کے اصول کارفرما ہوتے ہیں۔ اپنی تبلیغ کو منظم کرنا زیادہ سے زیادہ احمدیوں کو اس میں جھونک کر ان کو فعال داعی الی اللہ بنانا اور پھر ان کا جو چندہ، یعنی ان کی بیعتیں ان کا چندہ ہے۔ اس کا حساب رکھنا یہ نظام جماعت کا کام ہے۔

اس پہلو سے بار بار سمجھانے کے باوجود ابھی مزید سمجھانے کی ضرورت ہے۔ میں نے چندے کے نظام کے متعلق یہ جماعتوں کو نصیحت کی کہ جو دے رہے ہیں ہر دفعہ انہی پر نہ توجہ دے جائیں۔ جب تحریک ہو آپ انہی کے پاس پہنچتے ہیں جو پہلے دے رہے ہیں۔ جو نہیں دے رہے ان کا بھی تو کھاتہ بنائیں، کوئی رجسٹر تیار کریں کہ جو نہ دینے والوں کا رجسٹر ہو اور پھر دیکھیں کہ وہ کتنے ہیں ان کا تناسب کیا ہے اور ان میں سے آپ نے کتنوں کو نادہندہ رجسٹر سے دہندہ کے رجسٹر میں منتقل کیا ہے۔ جب عملاً بعض جماعتوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ اس پر عمل کیا تو ان کے مالی نظام میں حیرت انگیز برکت پڑی ہے اور اس پہلو سے امریکہ کی جماعت کی مثال بھی خدا کے فضل سے بڑی نمایاں ہے۔ انہوں نے جب بھی میں نے ہدایت دی اسی طرح سنجیدگی کے ساتھ لفظاً لفظاً عمل کی کوشش کی اور دیکھتے دیکھتے ان کا مالی نظام کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہے۔ اب میں ان کو یہ بھی سمجھا رہا ہوں کہ دعوت الی اللہ کا پروگرام بھی تو اسی طرح ایک اہم پروگرام ہے یعنی دونوں ایک دوسرے کے لئے دست و بازو ہیں۔ اور دو بازوؤں کا جس طرح آپس میں تعلق بھی ہوتا ہے اور تعاون بھی ضروری ہے ویسا ہی آپ کا فرض ہے کہ دعوت الی اللہ کے کام کو بھی مالی نظام کے پہلو بہ پہلو کم سے کم اتنی سنجیدگی کے ساتھ لیں اور دونوں کو آگے بڑھائیں۔ اس کے نتیجے میں خدا کے فضل سے تبدیلیاں تو ہیں لیکن ابھی بہت ضرورت ہے۔

یہ جو مختلف نظاموں کا آپس کے تعاون کا مضمون ہے یہ ہر زندہ جماعت کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا نافذ فرما دیا گیا ہے کہ جماعت کی کثرت کے باوجود ایک جسم دکھائی دیتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب مومنوں کی جماعت کی تعریف ہی یہ فرمائی کہ خواہ کثرت سے ہوں دکھائی ایک جسم دیں۔ اور جب تک ایک عضو دوسرے عضو سے تعاون نہ کرے جسم بن ہی نہیں سکتا۔ اگر آنکھ، آنکھ سے تعاون نہ کرے تو ایک ادھر دیکھ رہی ہوتی ہے ایک ادھر دیکھ رہی ہوتی ہے۔ اور ٹیڑھی نظر ہو جاتی ہے۔ ٹانگ، ٹانگ سے تعاون نہ کرے تو ایک ٹانگ دائیں طرف اٹھ رہی ہے ایک بائیں طرف اٹھ رہی ہے اور آدمی لڑکھڑا کے گر جاتا ہے۔ یا کھڑا ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے تعاون کی بعض لطیف مثالیں ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

> "یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جائے اور ان کو طاقت دی جاوے یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا یہ کہ اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچاوے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کہ "تعاونوا علی البر والتقویٰ" کہ نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت، جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہ دیں"۔

تو جو دل کے غریب ہیں ان کو مالی قربانیوں میں آگے بڑھانا، ان کو سہارا دینا ہے۔ جو تبلیغ میں کمزوری دکھاتے ہیں ان کو قدم قدم ساتھ چلاتے ہوئے ان کی رفتار بڑھانا اور ان کو طاقت دینا یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تشریح کے مطابق عین تعاونوا علی البر کی مثال ہے۔ پھر آپ اس مضمون کا دوسرا پہلو بیان کرتے ہیں۔ جو نہیں ہونا چاہئے۔ "دیکھو وہ جماعت، جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے"۔ اگر مالی معاملات میں جماعت میں حرص پیدا ہو جائے بعض لوگوں میں اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو کھانے لگیں تو تعاون علی البر والتقویٰ کا مضمون غائب ہو جائے گا اور نفرتیں پھیل جائیں گی، اعتماد اٹھ جائیں گے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے تابع اس کے باریک پہلو بیان فرمائے ہیں جو جماعت کو سمجھنے چاہئیں۔ کیونکہ جب تک ایک جماعت نہ بن جائے اس وقت تک تبلیغ کے میدان میں غیر معمولی کامیابیاں نصیب نہیں ہو سکتیں۔ فرماتے ہیں:

> "جب چار مل بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہئے۔ بلکہ ایمان میں چاہئے قوت آ جائے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے۔ اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی، پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں"۔

پھر حضور فرماتے ہیں:

"منجملہ انسان کے طبعی امور کے جو اس کی طبیعت کے لازم حال ہیں ہمدردی خلق کا ایک جوش ہے. قومی حمایت کا ایک جوش بالطبع ہر ایک مذہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ طبعی جوش سے اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے دوسروں پر ظلم کر دیتے ہیں۔ گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے تو اس حالت کو خلق نہیں کہہ سکتے۔ یہ فقط ایک طبعی جوش ہے"۔

تو جہاں تعاون علی البر کی تلقین فرمائی. ایک دوسرے کو سہارا دینا اور کمزوروں کو اٹھا کر اپنی سطح پر لانے کی کوشش کرنا ایک دعوت الی اللہ کی روح کے طور پر ہمارے سامنے رکھا اور فرمایا کہ اسے اختیار کرو گے تو ایک جماعت بنو گے۔ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ایک جماعت کے بعض نقصانات بھی ہیں یعنی ایک جماعت بننے کے اگر اس میں عصبیت آ جائے۔ اگر وحدت ملی کے نتیجے میں دوسروں سے نفرت اور دوسروں پر برتری کے جذبات پیدا ہو جائیں تو یہ وحدت ملی توحید کی مظہر نہیں بلکہ شیطان کی مظہر بن جاتی ہے۔ دنیا میں اکثر مظالم وحدت ملی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اگر قومی کردار بگڑا ہوا ہو. جتنا وہ اکٹھے ہونگے اتنا ہی نقصان پہنچے گا۔

پس اس پہلو کو کھول رہے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام. فرماتے ہیں سب اچھی باتیں ہیں ہمدری خلق. جوش. اپنے بھائی کو برابر کر کے اپنے ساتھ شامل کر لینا مگر جو لوگ اس کے نتیجے میں دوسری قوموں پر ظلم کرتے ہیں "گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے سو اس حالت کو خلق نہیں کہہ سکتے یہ فقط ایک طبعی جوش ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ حالت طبعی کووں وغیرہ پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کوے کے مرنے پر ہزارہا کوے جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ عادت انسانی اخلاق میں اس وقت داخل ہوگی جب یہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقع پر ہو۔ اس وقت ایک عظیم الشان خلق ہوگا جس کا نام عربی میں مؤاخات اور فارسی میں ہمدردی ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے "تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"۔

پس جب قوم کا ایک فرد کسی دوسری قوم پر ظلم کرتا ہے اور آپ قومی حمیت کی وجہ سے اس کی مدد کرتے ہیں اس کی رعایت کرتے ہیں. اس کے پہلو پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ آیت کے دوسرے حصے "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" سے بغاوت ہوتی ہے۔ پس ان دونوں کے درمیان ایک حسین اور کامل توازن پیدا کرنا ضروری ہے۔ اور اندرونی عادتوں میں جو آپ کی نیکی کی عادتیں ہیں ان میں بھی ایک توازن پیدا کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ مالی اخراجات کے وقت آپ کے دل کھل چکے ہیں خدا کے فضل کے ساتھ. وہاں وقت کے خرچ پر اگر نہیں کھلے تو یہ عدم تعاون کی ایک مثال ہے۔ آپ کی صلاحیتیں آپ کی دوسری صلاحیتوں سے پورا تعاون نہیں کر رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی مثال یوں دیتے ہیں:

"ہمارے ہاتھ اور پاؤں اور کان اور ناک اور آنکھ وغیرہ اعضاء اور ہماری سب اندرونی اور بیرونی طاقتیں ایسی طرز پر واقع ہیں کہ جب تک وہ باہم مل کر ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تب تک افعال ہمارے وجود کے علی مجری الصحت ہرگز جاری نہیں ہو سکتے اور انسانیت کی کل ہی معطل پڑی رہتی ہے جو کام دو ہاتھ کے ملنے سے ہونا چاہئے وہ محض ایک ہی ہاتھ سے انجام نہیں ہو سکتا"۔

پس صلاحیتوں کا آپس کا تعاون اور انسان کی اندرونی صفات کا ایک دوسرے سے تعاون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جوارح کے تعاون کی مثال سے ہمارے سامنے کھول دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن ایک بدن کی طرح ہیں جیسے ایک بدن کے اعضاء ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مضمون کے ایک اور پہلو کو ہمارے سامنے کھولتے ہیں کہ بایاں ہاتھ اور دایاں ہاتھ جب ضرورت ہوگی از خود تعاون کرتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ بایاں ہاتھ کوئی کام میں مشغول ہو اس کو ضرورت ہو اور دایاں بے اختیار اس کی مدد کو نہ لپکے۔ یا دائیں ہاتھ میں کمزوری واقع ہو اور بایاں ہاتھ بے اختیار اس کی مدد کو نہ لپکے۔ بعض مریض میں نے دیکھے ہیں جن کا بدن کا ایک حصہ فالج میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ بایاں ہاتھ اگر مفلوج ہے تو دایاں ہاتھ ہر وقت اس ہاتھ کو اٹھائے پھرتا ہے یعنی اپنے بھائی کی خدمت پر مامور رہتا ہے۔ یہ وہ تعاون کی روح ہے جو اندرونی طور پر مضبوط ہو تو بیرونی طور پر بھی اپنے جلوے دکھائے گی۔ پھر تبلیغ میں صرف زبانی نصیحت اور ہمدردی نہیں رہے گی۔ اگر ہمدردی کی وجہ سے تبلیغ ہے جو تبلیغ کا اصل ہے تو جب ایسا شخص ضرورت محسوس کرے گا. جب تنگی میں ہوگا. جب بیمار ہوگا. جب پریشان ہوگا تو آپ لازماً از خود اس کی ظاہری عملی مدد پر آمادہ ہو جایا کریں گے۔ اور یہ بات جب پیدا ہو جائے داعی الی اللہ میں تو اس کی آواز میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خدمت خلق کرنے والوں کی دعوت الی اللہ بہت زیادہ پھول اور پھل لاتی ہے بہ نسبت ان کے جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری ہمدردی میں یہ کام کر رہے ہیں مگر ضرورت کے وقت اس کی ہمدردی ان کے دل سے، ان کے اعضاء سے ظاہر نہیں ہوتی۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ ان مضامین کے ان باریک پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ اپنی دعوت الی اللہ کے مضمون کو "تعاونوا علی البر والتقویٰ" کے تابع رکھتے ہوئے اس میدان میں آئندہ مزید بلند منازل کی طرف قدم بڑھانے پر مستعد ہو جائے گی۔ یہ جو خدا تعالیٰ نے اب تک ہم سے فیض کا سلوک فرمایا ہے کہ ہر سال ہم دگنے ہو رہے ہیں، اب منزل ایسی آگئی ہے یہ یقین نہیں آتا کہ اب کیسے دگنے ہو جائیں گے۔ لیکن یہ یقین کا نہ ہونا بھی ایک اندرونی بے ایمانی پر دلالت کرتا ہے. بے ایمانی اس طرح نہیں کہ جیسے خوفناک بے ایمانی ہوتی ہے۔ مطلب ہے ایمان میں کچھ کمزوری۔ گویا ہم اپنی طاقت سے بڑھے تھے اور ہماری طاقت اپنی آخری منزل کو پہنچ گئی ہے۔ ہم تو اپنی طاقت سے بڑھے ہی نہیں۔ ہمارے خلوص کو خدا نے قبول فرمالیا اور ہمارے بدن کو خود تھام لیا ہے۔ اسی نے یہ پھل پیدا کیا ہے ہم نے اپنی طاقت سے نہیں کیا. نہ کر سکتے تھے. نہ پہلے کبھی کیا۔ اس لئے آئندہ بھی اگر اسی نے کرنا ہے تو اپنی امیدوں کا سر تو بلند رکھیں۔ اپنی اطاعت کا سر ہمیشہ خدا کے حضور جھکائے رکھیں لیکن امیدوں کا سر بلند رکھیں اور بیک وقت یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہونی چاہئیں۔ پس بے دھڑک ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ آپ نے اس سال پھر دگنا ہونا ہے اور خدا کے فضل سے اگر یہ فیصلہ یقین اور سچ پر قائم ہے اور آپ کا عمل آپ کے اس حوصلے سے تعاون کرے گا تو میں کامل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ ضرور دگنے ہونگے۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ کو دگنا ہونے سے روک نہیں سکے گی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
Soniky
A TREAT FOR YOUR FEET
HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

STAR CHAPPALS
☎ 543105
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

طالب دعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالستار صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPAR ES
AMBASSADOR &
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

جرمن افراد کے ساتھ نہایت دلچسپ مجالس سوال و جواب

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی کی چند جھلکیاں)

(دوسری قسط)

۲۷ اگست.

آج شام ساڑھے چھ بجے ناصر باغ گروس گیراؤ میں جرمن افراد کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا جو ایک جرمن نواحمدی دوست نے کی۔ اس کے بعد تین بچوں نے محترم ہدایت اللہ صاحب ہبش کا لکھا ہوا ایک جرمن گیت Islam Helbt Frieden نہایت پیاری آوازوں میں پیش کیا۔ اس کے بعد حضور پرنور کی اجازت سے محترم ہبش صاحب نے جو حضور کے کلمات مبارکہ کی ترجمانی کے فرائض ادا کر رہے تھے مہمانوں کو سوالات کرنے کی دعوت دی۔

☆ سب سے پہلے ایک مہمان نے سوال کیا کہ روزہ میں پانی پینے سے منع کیوں کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ ہر مذہب میں روزہ کا تصور موجود ہے اگرچہ اسکی عملی صورت مختلف ہے۔ حضور نے اس ضمن میں بدھ ازم کی مثال دی کہ اس میں بہت لمبا روزہ ہے۔ مگر اسلام میں اسے معتدل رکھا گیا ہے جو عام طور پر عملاً ممکن ہے۔ اور پانی پر چونکہ زندگی کا انحصار ہے اس لئے اس سے روزہ میں منع کر کے ہمیں دراصل یہ پیغام دیا ہے کہ اس پانی کے بغیر تم زندہ رہ سکتے ہو مگر روحانی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

حضور نے اس ضمن میں ایک ذیلی سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ امر تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ روزہ سے صحت پر برا اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ روزے رکھنے کے بعد عموماً صحت اچھی ہوئی ہے۔

☆ ایک دوست نے اسلام میں عورتوں کے بلند مقام کا ذکر کر کے سوال کیا کہ چین میں عورتوں کے حقوق کے بارہ میں جو کانفرنس ہو رہی ہے اس کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کانفرنس کو محض ایک سیاسی کھیل قرار دیا اور فرمایا کہ یہ محض اس لئے ہو رہا ہے تا عورتوں کو انقلاب کے لئے جذباتی طور پر تیار کیا جائے وگرنہ اس کے کوئی اخلاقی مقاصد ہرگز نہیں ہیں۔ حضور نے مغربی دنیا میں عورتوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ خصوصاً نچلی سطح پر عورتوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے واقعات بڑی کثرت سے ہیں۔ مگر جب کبھی کسی مسلمان ملک میں اس قسم کا واقعہ ہو جاتا ہے تو اس کا بے تحاشا پراپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ یہ ہرگز انصاف نہیں۔ اسی طرح حضور نے واضح فرمایا کہ جہالت کے باعث بعض لوگوں کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں کو کسی بھی مذہب کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا کہ اسلام میں عورت اور مرد کو مساوی حقوق نہیں دیئے گئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا بے حد تفصیل کے ساتھ، کھول کھول کر، مثالیں دے دے کر جواب سمجھایا اور ایسے دلنشین انداز میں سمجھایا کہ جواب سن کر وہ خاتون اعتراف کرنے لگیں کہ بہت ہی جامع جواب سننے کو ملا ہے اور اس نے مزید مطالعہ کے لئے راہنمائی چاہی۔

حضور کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کی جسمانی ساخت میں فرق ہے اور اس اعتبار سے عورت بہرحال مرد سے کمزور ہے۔ حضور نے دنیا بھر میں ہونے والے کھیلوں کے مقابلوں کی مثال دیتے ہوئے پوچھا کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان باکسنگ کا مقابلہ ہو رہا ہو یا دوسرے ورزشی مقابلے عورتوں اور مردوں کے مابین کھیلے جا رہے ہوں۔ ایسا کیوں نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ عورت کی جسمانی ساخت مرد سے مختلف ہے۔ چنانچہ اسی اعتبار سے مرد اور عورت کے لئے اسلام نے اپنے اپنے فرائض مقرر کئے ہیں۔ اور ان فرائض میں ہر جگہ عورت کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے اور ہر لحاظ سے اس پر کم از کم بوجھ ڈالا گیا ہے۔

اس سوال کے ایک اور پہلو کے حوالہ سے حضور نے واضح فرمایا کہ اسلامی تعلیم کبھی بھی کسی بھی ترقی کرنے والی عورت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی۔ اگر کوئی عورت تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ کر سکتی ہے، کوئی ملازمت کرنا چاہتی ہے تو وہ بھی کر سکتی ہے۔ حضور نے تاریخ اسلام سے اس کی مثال دی کہ ایک زوجہ مطہرہ نے تو فوج کی قیادت بھی کی جس سے اس امر کی واضح تردید ہوتی ہے کہ اسلام عورت کو دباتا ہے یا اسے زندگی کی سرگرمیوں سے دور رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں تک اقتصادی رویہ کا تعلق ہے تو اسلام میں خاندان کے مالی امور کی ذمہ داری مرد پر ہے، وہ تمام اخراجات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اور اگر انصاف سے دیکھیں تو اسلام کا عورت پر احسان ہے۔ یہ امر اس کے ساتھ مہربانی کا آئینہ دار ہے اور یہ اس کے ساتھ Ill Treatment ہرگز نہیں ہے۔

اس سوال کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔ اگر ہم انہیں غیر مذہب کے لوگوں سے بیاہنے کی اجازت دے دیں تو ان کا مذہب، ان کے حقوق خطرہ میں پڑ سکتے ہیں۔ جیسے کہ اکثر واقعات مغربی دنیا کے سامنے آتے رہتے ہیں کہ یہاں مرد عورتوں کو اپنی عیاشی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اور ان کے حقوق ادا کرنے کی طرف آتے ہی نہیں۔ اس لئے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی معصوم بچیوں کو اس تکلیف دہ صورت حال سے ہر ممکن طور پر بچائیں۔

اسی ضمن میں حضور نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ بچیاں اگر جلد بیاہی جائیں تو ان کی صحت اچھی رہتی ہے اور وہ زیادہ عرصہ تک جوان رہتی ہیں اور وہ نئے ماحول میں جلد Adjust ہو جاتی ہیں لیکن اگر وہ بڑی عمر میں بیاہی جائیں تو علاوہ دیگر خرابیوں کے ان کی طبیعت اور مزاج میں ایک سختی بھی آ چکی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نئے ماحول میں جذب ہونے کی صلاحیت کھو بیٹھتی ہیں اور نفسیاتی لحاظ سے ایک دوسرے کو سمجھنے میں انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اسی طرح اگر عورتوں کو روزگار میں برابر کا شریک کیا جائے تو ایک خوفناک صورت حال مردوں کے بے روزگار ہو جانے کی پیدا ہو جائے گی جبکہ دوسری طرف ان کے گھروں کی دیکھ بھالی کے لئے نوکر رکھنے پڑیں گے. جس سے گھریلو سکون اور لطف معدوم ہو جائے گا۔

حضور نے سوال کرنے والی خاتون کو اسلامی تعلیم پر گہرائی کے ساتھ سوچنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ آپ جتنا غور کریں گی اس طریق کو زیادہ معقول، مفید اور بہتر پائیں گی۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا کہ دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں، جرمنی اور یورپ میں بھی طرح طرح کے مذاہب پائے جاتے ہیں۔ وہ کیا معیار ہو سکتا ہے جس پر پرکھ کر ہم احمدیہ مسلم جماعت کو سچا سمجھیں؟

حضور نے موصوفہ کی تصحیح فرمائی کہ یہ جنہیں آپ مذاہب سمجھ رہی ہیں یہ دراصل مذاہب کے فرقے ہیں. اصل مذاہب تو چند ایک ہیں۔ مثلاً بدھ ازم، یہودیت، عیسائیت اور اسلام وغیرہ۔ اب جہاں تک اس میں سے اسلام کی صداقت کے سوال کا تعلق ہے تو اس بارہ میں حضور نے دو امور موصوفہ کے سامنے رکھے۔

(۱) انسان کے اندر کی آواز سب سے بڑا معیار ہوتا ہے۔ انسان کا شعور اور کامن سنس (Common sence) کسی بھی صداقت کو پرکھ سکتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو اس معیار پر پرکھ کر دیکھیں پھر دیگر مذاہب کا موازنہ کریں۔ آپ کو صداقت واضح طور پر نظر آ جائے گی۔

(۲) اللہ سے دعا۔ کیونکہ تمام مذاہب کو بھیجنے والا اللہ ہی ہے، اس لئے اسی سے دعا کریں کہ وہ آپ کو صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرے۔

☆ ایک مہمان نے بتایا کہ اس کا جماعت احمدیہ کے افراد کے ساتھ پندرہ سال سے تعلق ہے پھر اس نے پوچھا کہ ایران میں ملاں کا کیا کردار ہے، کیا یہی اسلام ہے؟

حضور نے اس کے جواب میں قرآن کریم کا واضح اعلان "لا اکراہ فی الدین" پڑھا اور فرمایا کہ اگر کوئی بھی قوم یا ملک اسلام پر زبردستی عمل کرواتی ہے تو وہ غلط ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عیسائی بھی خدا کے نام پر ظلم کرتے رہے ہیں مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ عیسائیت کو الزام دیں بلکہ الزام تو ان مظالم ڈھانے والوں پر ہوگا۔ پھر حضور نے تازہ مثال بھی دی کہ آئرش لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اس کا مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

☆ ایک مہمان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آپ خدا کو صرف محبت کہتے ہیں جو کہ کافی نہیں ہے، فرمایا کہ اگر آپ خدا کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اسے صرف سلوگن سے نہیں بلکہ اس کی مخلوق کو بھی سمجھنا ہوگا۔ حضور نے اس ضمن میں مثال دی کہ اگر کوئی شخص دیوار سے ٹکر مارے یا آگ میں انگلی ڈالے اور پھر سمجھے کہ اسے خدا کی محبت بچا لے گی تو یہ ہرگز درست نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ محض محبت کوئی چیز نہیں۔ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں محبت جائز ہی نہیں رہتی مثلاً ایک بچہ صبح میٹھی نیند سو رہا ہوتا ہے، ماں اسے مجبور کر کے اٹھاتی ہے کہ سکول جاؤ. تو کیا یہ محبت ہے یا تکلیف۔ بظاہر تو وہ اسے تکلیف دے رہی ہوتی ہے مگر اس کی محبت میں اسے تکلیف دی جا رہی ہے۔ یہ انسان کی کم علمی ہے کہ وہ اس قسم کی Suffering کو سمجھتا نہیں اور وہ اپنے عقیدہ کہ "خدا محبت ہی محبت ہے" سے توقع رکھتا ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یہ ہرگز درست نہیں۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ اگر دنیا میں سزا نہ ہو تو جرائم بڑھ جائیں اور شریف انسانوں کے لئے زندگی اجیرن ہو جائے۔

یہ دلچسپ اور ایمان افروز مجلس سوال و جواب ساڑھے آٹھ بجے شب تک جاری رہی۔ حضور پرنور کمال بشاشت اور اثر انگیز انداز میں سوالات کے جوابات عطا فرما رہے تھے اور سامعین بھی کمال محویت کے عالم میں حضور کے جوابات سماعت فرما رہے تھے کہ امیر صاحب جرمنی نے عرض کیا کہ حضور مجلس کا وقت نصف گھنٹہ زیادہ ہو چکا ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ وقت کی مجبوریاں ہیں، اس لئے اس مجلس کو سردست ختم کرتے ہیں۔ حضور نے سامعین کی پیاس دیکھ کر فرمایا کہ کل پھر ایسی ہی نشست فرانکفورٹ میں واقع ہمارے ایک سنٹر میں بھی ہوگی۔ جو مہمان وہاں تشریف لا سکیں وہ بڑی خوشی سے وہاں آ کر اپنے سوالات پوچھ لیں۔ اس طرح سے یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

۲۸ اگست.

آج بھی حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صبح نو بجے سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک احباب جماعت کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا اور جن احباب جماعت کی ملاقاتیں منظور ہو چکی تھیں اپنے اپنے افراد خاندان کے ساتھ حضور انور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کر کے اپنے قلب و روح کو سیراب کرتے رہے۔ الحمدللہ۔

حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں سوا ایک بجے مسجد نور میں تشریف لا کر جمع کر کے پڑھائیں۔ اور نمازوں کے بعد حضور مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور اس دوران چار بچوں کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ حضور نے ان بچوں کو قرآن کریم کی آخری تین سورتیں دہرائیں اور قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرنے کے بعد کی دعا بھی دہرائی اور پھر اجتماعی دعا کرائی اور بچوں کو مبارک باد دی۔

چار بجے سہ پہر بھی حضور انور نے بعض احباب کو ملاقاتوں کا شرف بخشا اور ۶ بجے شام حضور فرانکفورٹ سٹی کے سنٹر بیت القیوم واقع Niederesch Bach تشریف لائے جہاں مقامی جماعت کے زیر اہتمام جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔

حضور بیت القیوم میں تشریف لائے تو مقامی کارکنان نے حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے اس موقعہ پر سب کارکنان کو مصافحہ کا شرف بخشا اور ان کے فرائض کے متعلق فرداً فرداً دریافت فرمایا۔ ٹھیک ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر بیت القیوم کے بڑے ہال میں حضور سٹیج پر رونق افروز ہوئے اور

کارروائی کا آغاز فرمایا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد حضور پرنور نے جرمن مہمانوں کو سوال کرنے کی دعوت دی۔ حضور ایدہ اللہ کے کلمات مبارکہ کا انگریزی سے جرمن ترجمہ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے کرنے کی سعادت پائی۔

☆ اس مجلس میں سب سے پہلے ایک مہمان نے سوال کیا کہ آپ کی جماعت کے ذرائع آمد کیا ہیں۔ خصوصاً ٹی وی اور دوسرے وسیع پروگرام کے لئے خرچ کہاں سے آتا ہے؟

حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا کہ ہمارے ذرائع آمد بالکل عام ہیں، پوری جماعت میں معروف ہیں اور کوئی بھی پوشیدہ یا مخفی ذریعہ نہیں ہے۔ حضور نے بتایا کہ ضیاء الحق جو پاکستان کا حکمران تھا، نے ایک مرتبہ ہماری جماعت کا آڈٹ کیا تھا مگر اسے کچھ بھی غیر قانونی بات نہ ملی۔ اس وضاحت کے بعد حضور نے جماعت کے ذرائع آمد کے بارہ میں بتایا کہ یہ دو قسم کے ہیں۔

(۱) چندوں کے لئے خصوصی اپیل کی جاتی ہے۔ جو مختلف مقاصد کے لئے وقتاً فوقتاً ہوتی ہے اور اس میں ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق حصہ لیتا ہے۔

(۲) باقاعدہ چندہ جات: یہ چندے ہر احمدی باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا ہے اور اس کی ماہانہ شرح ۱/۱۶ ہے۔ اسی طرح جو لوگ رضاکارانہ طور پر ہمارے نظام وصیت میں شامل ہو جاتے ہیں وہ ۱/۱۰ کی شرح سے چندہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کی وفات پر حصہ جائیداد کے طور پر بھی ۱/۱۰ اس کی اولاد ادا کرتی ہے۔

☆ ایک مہمان نے سوال کیا کہ مذہبی تعلقات کی بنیاد کیا ہے؟

حضور نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے جو قرآن و سنت پر عمل کرنے میں یقین رکھتی ہے۔ اور قرآن کریم ان تعلقات کی بنیاد ”تعاونوا علی البر والتقویٰ“ پر رکھتا ہے۔ اصل چیز اور بنیاد نیکی اور تقویٰ ہی ہے اس کی ہمیں ہدایت ہے اور اسی کے مطابق ہمارا عمل ہے۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ سچے ہیں. آخر کیوں؟

حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ تو سبھی کا دعویٰ ہے. مگر یہ تو درست نہیں ہو سکتا کہ سبھی کا دعویٰ درست ہو۔ اس لئے ہمیں ہر مذہب کے عقائد اور اس کی تعلیمات کا جائزہ لینا ہوگا اور پھر آپ کو خداداد عقل سے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کس مذہب میں زیادہ معقولیت ہے۔ اور اس کے لئے آپ ہی بہترین جج ہو سکتی ہیں. آپ مجھ سے سوال کریں اور پھر جواب کا دوسرے مذہب سے موازنہ کریں۔ اس پر موصوفہ اچانک کھڑی ہو کر کہنے لگیں، نہیں نہیں میں تو جج نہیں بننا چاہتی۔ اس پر حضور نے واضح فرمایا کہ میری مراد پیشہ ور جج نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے میں آپ کو جج بننے کا کہہ رہا ہوں کہ آپ جائزہ لیں اور ایسا ہر شخص کو کرنا چاہئے۔

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور نے جماعت احمدیہ کا موقف ایک مرتبہ پھر واضح فرمایا کہ جماعت تشدد اور لاقانونیت پر یقین نہیں رکھتی اور ہمارے ذہن پوری طرح صاف ہیں کہ ہم جہاں رہیں گے، اس ملک کی حکومت کے قوانین کی پابندی کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ جرمن حکومت کے لئے میں تو دعاگو ہوں کہ وہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ احمدیوں سے حسن سلوک کر رہی ہے۔

حضور نے اس موقعہ پر یہ بات پھر دہرائی کہ بعض لوگوں کی طرف سے جو تشدد کا مظاہرہ کیا جاتا ہے وہ ان کا اپنا طرز عمل تو ہو سکتا ہے مگر اسے کسی مذہب کی طرف منسوب کرنا غلط ہوگا۔ جیسے بعض لوگوں کی جہالت اور غلط عقائد کی وجہ سے عیسائیت کو ہرگز مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

☆ ایک دوست نے چندوں کے بارہ میں سوال کیا کہ کیا یہ ٹیکس کی طرح ہیں۔

اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے تو کیا وہ ٹیکس ہوتا ہے؟ اگر یہ ٹیکس نہیں ہے تو جب اپنے حقیقی محبوب اور خالق کے لئے خرچ کرے تو کیسے ٹیکس ہو سکتا ہے۔ وہ تو نہایت خوشی کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے۔

☆ ایک مہمان نے سوال کیا کہ پہلے تو بے نظیر بھٹو اپوزیشن میں تھیں اب حکومت میں ہیں تو کیا پاکستان میں جماعت کے لئے حالات کچھ بہتر ہیں؟

حضور نے اس کے جواب میں حالات کا جائزہ لے کر بتایا کہ کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ حکومت کی جماعت دشمنی کی مثال دیتے ہوئے حضور نے بتایا کہ پاکستان کے ایک ممبر پارلیمنٹ کے خلاف پاکستان میں یہ آواز اٹھائی گئی کہ یہ احمدیہ کانفرنس میں شامل ہوا ہے اس لئے اسے سزا ملنی چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تو نرا پاگل پن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پارٹی میں بھی ملاں شامل ہیں اور بے نظیر تو بعض پہلوؤں سے ضیاء الحق سے بھی زیادہ ذمہ دار ہے۔ اس کے باپ نے جماعت کے خلاف آئین سازی کی تھی اور بے نظیر اب اس کا عوام میں اظہار کر کے کریڈٹ لے رہی ہیں۔

☆ ایک مہمان نے جہاد کے بارہ میں سوال کیا کہ کیا یہ Terrorism نہیں ہے؟

حضور نے فرمایا کہ میں تو مقدس جہاد پر یقین رکھتا ہوں نہ کہ غیر مقدس جہاد پر۔ کسی بھی کام کے لئے کوشش دو طور پر کی جاتی ہے۔ جب انسان سچ کی خاطر کوشش کرے تو وہ مقدس جہاد ہوتا ہے۔ اور سورہ الحج میں اس کا تفصیل سے ذکر ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی اس صورت میں اجازت دی گئی ہے کہ ان پر ظلم ہو رہا تھا، اس ظلم کو روکنے کے لئے مسلمانوں کو اجازت ملی کہ وہ بھی تلوار اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا تاثر جو لوگوں کی طرف سے اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ ہرگز اسلامی نہیں۔

☆ ایک مہمان نے پوچھا کہ اب تک کتنے ملکوں میں جماعت کے مشن قائم ہو چکے ہیں اور دنیا میں آپ کی کل کتنی تعداد ہے؟

حضور نے بتایا کہ اس وقت ہم اللہ کے فضل سے ۱۵۰ کی حد عبور کر چکے ہیں اور ڈیڑھ صد سے زائد ممالک میں ہماری باقاعدہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ۔ افراد جماعت کی کل تعداد کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ یقینی طور پر نہیں بتلایا جا سکتا ہے کہ کتنی ہے کئی سال پہلے اندازہ لگایا گیا تھا کہ ۱۰ ملین ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اب ہماری ترقی کی رفتار پہلے سے بہت تیز ہو چکی ہے، الحمدللہ۔ اب اسی سال اللہ کے فضل سے ۱۶ لاکھ افراد جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اگلے سال تین ملین کی توقع ہے۔ اس لحاظ سے ہم اگر کہیں کہ ۱۰ ملین ہو گئے ہیں تو بھی غلط نہیں ہوگا۔

☆ ایک خاتون نے اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اور حروف مقطعات کی حقیقت کے بارہ میں جاننا چاہا تو حضور نے فرمایا قرآن کریم میں یہ جو اللہ کے بہت سے نام بیان ہوئے ہیں یہ دراصل اللہ کی صفات ہیں۔ اور کسی کی جتنی زیادہ صفات ہونگی اس کی شخصیت اتنی ہی بڑی اور وسیع ہوگی۔

حروف مقطعات کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ اس کا جواب تو بڑا تفصیلی ہے مگر مختصراً بتاتا ہوں کہ یہ حروف تہجی بڑی گہری حکمتوں کے پیش نظر لئے گئے ہیں، یہ سطحی نہیں ہیں۔ ان میں سورتوں کے مضامین کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا بھی حوالہ ہیں اور بعض اوقات ان حروف تہجی کی صورت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بھی بیان ہوتی ہیں۔ اور اصل حقیقت اور مضمون اس سورۃ میں بیان شدہ مضمون کو سمجھنے سے ہی سمجھ میں آتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک ضمنی سوال کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور قرآن کریم کے تمام مضامین کا خلاصہ سورہ الفاتحہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی سات آیات پر مشتمل وہ سورۃ جو قرآن کریم کی ابتداء میں ہے۔ یہ ہمارے نزدیک ام القرآن ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح رحم مادر بچے کے لئے ہوتا ہے۔ بچے کے لئے ہر چیز رحم میں ایک نہایت اعلیٰ اور مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کر دی گئی ہے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ یہ تو درست ہے کہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کی صفات کے بھی مظہر ہیں مگر یہ درست نہیں ہوگا کہ خدا کو یاد کرنے کے لئے ان حروف پر ہی اکتفاء کر لیا جائے۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا کہ خدا کے لئے ہمیشہ مذکر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جبکہ خدا مذکر و مونث کی تقسیم سے بالاتر ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مذکر و مونث دو مادی نظریات ہیں۔ جن کا روح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً جب ہم مر کر دوسری دنیا میں جائیں گے تو ہمارے لئے کوئی مخصوص تذکیر و تانیث والے فیچر نہیں ہونگے بلکہ وہاں Common Gender ہوگا۔ اور جہاں تک خدا کے لئے He کے مذکر صیغہ کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ محض انسانی زبان کی مجبوری ہے اور ہر زبان میں یہ بات موجود ہے کہ جب Common Gender کا ذکر ہو تو اس کے لئے He کا صیغہ ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس سے کوئی جنسی تفریق ہرگز مراد نہیں ہوتی۔ یہ اس لئے بھی قابل غور ہے کہ قرآن کریم میں کوئی بھی اللہ کی ایسی صفت بیان نہیں ہوئی جس میں جنس کا اظہار ہو۔ اور پھر دنیا کا کوئی بھی مذہب نہیں جس میں She کے صیغہ کے ساتھ خدا کا ذکر ملتا ہو۔ تو جب عالمی طور پر یہ صورت حال ہے اور زبان کی مجبوری واضح ہے تو پھر اس میں عورتوں کے لئے کوئی رسوائی یا تحقیر کا احساس نہیں ہونا چاہئے۔ حضور نے بات سمیٹتے ہوئے بڑے خوشگوار انداز میں اس خاتون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ افسوس آپ کی تسلی کے لئے اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس طرح سے سارے مذاہب کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ (رپورٹ: محمد الیاس منیر مبلغ جرمنی)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کرنے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18 - 2- 888/10/71 NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A. P) ☎ 040-219036 INDIA

ارشاد نبوی
اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794·2481652·248522

اعلان

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مکرم شیخ نصیر احمد صاحب ابن مکرم شیخ حمید اللہ صاحب کو از راہ شفقت اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

درخواست دعا۔ عزیز فیضان احمد چیمہ ابن مکرم منصور احمد صاحب چیمہ آف جرمنی کے پیٹ کا دوبارہ اپریشن ہوا ہے اور ہسپتال میں داخل ہے عزیز کی صحت وسلامتی درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے اللہ تعالےٰ عزیز کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

(مینجر بدر قادیان)

پروگرام ملاقات کے منتخبہ سوالات

سال ۱۹۹۵ء میں سیّدنا حضرت امیرالمومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے مُسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے پروگرام "مُلاقات" میں کئے گئے سوالات میں سے بعض کا انتخاب کرکے ہم قارئین بدرؔ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ جس سوال کا جواب مقصود ہو اس کی کیسٹ حاصل کرکے آپ استفادہ کر سکیں۔

ترتیب و پیشکش: فخر احمد چیمہ ۔ قادیان

اُردو سوالات

نمبر شمار	سوالات	تاریخ پروگرام ملاقات
۱	اسلام کے نظامِ وراثت میں مختلف ورثار کے لئے مقررہ حصہ کی مقدار مختلف ہے اس کی کیا وجہ اور حکمت ہے ؟	۶ر جنوری ۹۵ء
۲	کیا کاسمیٹک سرجری جائز ہے ؟	۲۰ر جنوری ۹۵ء
۳	کیا واقعی نظر لگ جاتی ہے ؟	〃 〃 〃
۴	کیا شوگر کے مریض کو جو انسولین لیتا ہو روزہ رکھنا جائز ہے ؟	۲۷ر 〃 〃
۵	قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کے لئے جمع کا صیغہ اور زمین کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے جبکہ ہم صرف ایک ہی آسمان دیکھتے ہیں اور زمین بظاہر ایک سے زیادہ کہی جاسکتی ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟	۲۷ر جنوری ۹۵ء
۶	کیا وہ خوش نصیب جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہوتے ہیں وہ سب لازمی طور پر جنتی ہیں ؟	۲۷ر 〃 〃
۷	اگر کسی شخص کا جنازہ نبی یا خلیفہ پڑھائے تو کیا یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ شخص جنتی ہے ؟	۱۰ر مارچ ۹۵ء
۸	کیا قرآن کریم کو چومنا جائز ہے ؟	۲۴ر مارچ ۹۵ء
۹	سعودی عرب میں تدفین کے بعد قبروں کا نشان مٹا دیا جاتا ہے اور نشاندہی کی کوئی شکل باقی نہیں رکھی جاتی کیا یہ درست ہے ؟	۱۲ر مئی ۹۵ء
۱۰	دنیا میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے اس کا کیا حل ہے ؟	۱۹ر مئی ۹۵ء
۱۱	ماحولیاتی آلودگی (AIR POLLUTION) کے متعلق آجکل بہت پروپیگنڈہ ہے اسلام کی اس بارہ میں کیا تعلیم ہے ؟	۱۹ر مئی ۹۵ء
۱۲	کیا خواتین کا پردہ کے پیچھے بیٹھ کر نعت وغیرہ سُنانا اور مردوں کا سُننا درست ہے ؟	۱۹ر مئی ۹۵ء
۱۳	باکسنگ (BOXING) کے بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے ؟	۱۹ر مئی ۹۵ء
۱۴	قرآن کریم میں وضو کے متعلق تو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مگر نماز کی تفصیل (کہ کس طرح پڑھنی چاہیئے اور کتنی رکعات وغیرہ) بیان نہیں کی گئیں اس کی کیا وجہ ہے ؟	۱۹ر مئی ۹۵ء
۱۵	اگر بچے تعلیم سے پہلو تہی کر لیں تو کیا اساتذہ یا والدین ان کو بدنی سزا دے سکتے ہیں اور کس حد تک ؟	۹ر جون ۹۵ء
۱۶	حضرت علیؓ خلیفہ رسول تھے اور امیر معاویہؓ کی ایک سیاسی حکومت اور سیاسی غلبہ تھا۔ حضرت علیؓ نے اس میں کوئی مداخلت نہیں کی پھر ان دونوں کی بعد میں جو آپس میں لڑائیاں ہوئی ہیں وہ کیوں ہوئی ہیں ؟	۹ر جون ۹۵ء
۱۷	جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا مقام و مرتبہ کیا ہے اور احمدی لوگ عاشورہ اس طرح کیوں نہیں مناتے ہیں ؟	۱۶ر جون ۹۵ء
۱۸	کیا مسلمانوں کے قبرستان میں کوئی غیر مسلم یا عیسائی دفن ہو سکتا ہے اس بارے میں اسلامی نظریہ کیا ہے ؟	۱۶ر جون ۹۵ء
۱۹	دنیا کی اکثریت غُربت کا شکار ہے بڑی طاقتیں چھوٹے ممالک اور جزائر کے وسائل EXPLOITE کر رہی ہیں عیسائیت نے تو ان حالات کو اور بھی خراب کر دیا ہے اور کوئی بہتری کی صورت نظر نہیں آتی کیا اسلام ان حالات کو بدل سکتا ہے اور کیسے ؟	۱۶ر جون ۹۵ء
۲۰	قرآن مجید میں خدا تعالےٰ کے رب العالمین ہونے کا ذکر ہے۔ اگر ہماری اس دنیا کے علاوہ کسی اور عالم کے وجود کا امکان ہے تو کیا وہاں شیطان کے وجود کا بھی امکان ہے ؟	۱۶ر جون ۹۵ء
۲۱	مغربی ممالک میں گمنام افراد کی طرف سے مادہ تولید لینے کا طریق جاری ہے اس طرح بہن بھائی کی شادی کا بھی امکان ہے اس معاملہ میں حضور کا کیا تبصرہ ہے ؟	۱۶ر جون ۹۵ء
۲۲	سورہ رحمٰن میں آگ کے شعلہ اور آسمان کے پھٹنے کا ذکر ہے اور پھر یہ ذکر ہے کہ تم کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔ سوال یہ ہے کہ یہ نعمتیں کس طرح قرار دی جا سکتی ہیں ؟	
۲۳	اسلام میں اس بات کی تو اجازت ہے کہ انسانی اعضاء دوسرے کو دئے جاسکیں کیا مرنے کے بعد سارا جسم طبّی تجربات کی غرض سے وقف کرنے کی بھی اجازت ہے۔ خاص طور پر کیا عورت کے لئے یہ بات جائز ہے ؟	۲۳ جون ۹۵ء
۲۴	جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا فیضان بند نہیں ہوا جس طرح آنحضرت صلعم نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی کیا اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی کسی آنے والے کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے یا یہ فیضان صرف ان کی ذات تک محدود ہے ؟	۲۳ر جون ۹۵ء
۲۵	بعض اسلامی ملکوں میں ملک کے بانی یا دیگر بڑے لیڈر کے مزاروں پر گارڈ اور فوجی سلامی کا طریق جاری ہے کیا یہ اسلامی طریق کے مطابق درست ہے ؟	۳۰ر جون ۹۵ء
۲۶	قرآن و حدیث علمِ اعداد پر کیا روشنی ڈالتے ہیں اور اس علم کا ORIGIN کیا ہے جس سے اُسے اتنی قطعیت (CERTAINTY) حاصل ہو گئی ہے ؟	۱۴ر جولائی ۹۵ء
۲۷	کیا ہمیں اُخروی زندگی میں اس دُنیا کی باتیں یاد ہوں گی ؟	۲۱ر جولائی ۹۵ء
۲۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اپنا مرکز مدینہ ہی رکھا تھا احدیت کی ہجرت کے اختتام پر صورتِ حال کیا ہوگی ؟	۲۱ر جولائی ۹۵ء
۲۹	یورپ میں اگر "السلام علیکم" کہا جائے تو وہ اس کا مفہوم نہیں سمجھتے کیا ان کو اسلامی طریق کے مطابق ہی سلام کرنا چاہیئے یا ان کے رواج کے مطابق GREETINGS کرنی چاہیئے ؟	۱۱ر اگست ۹۵ء
۳۰	مجسّمہ سازی پینٹنگ (مصوری) اور میوزک وغیرہ کی علوم کے نُقطہ نظر سے کیا اہمیت ہے ؟	۱۱ر اگست ۹۵ء
۳۱	جو لوگ جمعہ کے دوران مسجد میں آتے ہیں وہ خطبہ ثانیہ کے وقت جلدی سے دو سُنتیں پڑھتے ہیں کیا یہ طریق درست ہے ؟	۲۵ر اگست ۹۵ء
۳۲	قبر کو پختہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اسلام کی تعلیم کیا ہے ؟	۱۲ر اکتوبر ۹۵ء
۳۳	کیا اسلامی تعلیمات میں مُردوں کو جلانے کے بارے میں کوئی واضح مناہی آئی ہے ؟	۱۶ر اکتوبر ۹۵ء
۳۴	آجکل تو عورتیں کماتی بھی ہیں اور وہ خود کفیل بھی ہیں کیا ان کے لئے پھر بھی حق مہر مقرر کرنا ضروری ہے ؟	۲۳ اکتوبر ۹۵ء

انگریزی سوالات

نمبر شمار	سوالات	تاریخ پروگرام ملاقات
۳۵	کیا لاٹری سے ملنے والی رقم مسجد بنانے میں کام آ سکتی ہے ؟	یکم جنوری ۹۵ء
۳۶	اگر کوئی احمدی فوت ہو جائے اور اس کے غیر احمدی رشتہ دار احمدیوں کو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنے دیں تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے ؟	۲۲ر جنوری ۹۵ء
۳۷	کیا آپ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو ملازمتیں کاروبار وغیرہ کرنے چاہیئے یا گھروں میں رہنا چاہیئے کیا وہ ڈاکٹر ٹیچر یا وکیل وغیرہ بن سکتی ہیں اگر عورتیں کام نہیں کریں گی تو انہیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کس طرح MOTIVATE کر سکتے ہیں ؟	۲۷ر اگست ۹۵ء
۳۸	دعویٰ نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب کیا تھا اور آپ نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں جن خاندانوں میں کی تھیں ان کا مذہب کیا تھا ؟	۱۲ر مارچ ۹۵ء
۳۹	ایک نرس کو اپنے پیشہ کے اعتبار سے مرد مریضوں کی بھی نگہداشت کرنی پڑتی ہے ایسی صورت میں اسلامی پردہ کی کیا صورت ہے اور کام کرتے وقت کس قسم کا پردہ کرنا ضروری ہے ؟	۸ر اکتوبر ۹۵ء
۴۰	اسلام میں مجسمہ سازی اور بُت تراشی کی ممانعت ہے اور ایسا کرنے والے کو عذابِ الیم کی وعید سُنائی ہے اس پس منظر میں آپ ایک طالب علم کو کیا مشورہ دیں گے جو اس دَور میں اپنی آرٹ کی صلاحیت کو اُجاگر کرنا چاہتا ہے۔	۱۰ر دسمبر ۹۵ء
۴۱	ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے کیا اسلامی نُقطۂ نگاہ سے یہ نظریہ درست ہے ؟	۲۰ر اپریل ۹۵ء
۴۲	تشدد اور خون خرابہ اس دور میں اسلام کے ساتھ لازم و ملزوم سمجھا جانے لگا	

	ہے ہم مسلمان اس دھبہ کو کیسے دُور کر سکتے ہیں	۳۰ر اپریل ۹۵ء
۴۳	کیا نبوت ایک ترقی پذیر چیز ہے اور کیا ایک سچے نبی کے لئے سابقہ نبوّت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے ؟	۳۰ر اپریل ۹۵
۴۴	اگر حضرت آدم دُنیا میں پہلے انسان تھے تو ان کے بیٹے CAIN نے کس عورت سے شادی کی تھی ؟	۲۱ر مئی ۹۵ء
۴۵	اگر خدا رحیم اور مہربان ہے تو پھر دُنیا میں اس قدر تکالیف (بیماریاں) کیوں نظر آتی ہیں ؟	۲۱ر مئی ۹۵ء
۴۶	کیا احمدی لوگ احمدیت کا بتائے بغیر حج پر جا سکتے ہیں ؟	۱۴ر مئی ۹۵ء
۴۷	سبز اور سیاہ رنگ کو مسلمانوں کی پہچان کیوں قرار دیا جاتا ہے ؟	۱۴ر مئی ۹۵ء
۴۸	اگر انسان کے مذہب اور ملک میں وفاداری کے معاملہ میں باہم تضاد ہو تو کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے ؟	۱۸ر جون ۹۵ء
۴۹	تیسری عالمگیر جنگ کے بارہ میں احمدیہ لٹریچر میں ذکر ملتا ہے اس کے بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے کیا یہ لازمًا ہونے والی ہے ؟	۱۸ر جون ۹۵ء
۵۰	کیا دُنیا کے کسی ملک میں اسلامی شریعت پر مبنی حکومت قائم ہے ؟	۱۸ر جون ۹۵ء
۵۱	سورہ تحریم کی آخری آیت میں پہلے حضرت مریم کا ذکر آیا ہے اور نفخِ رُوح کے ضمن میں فیہ آیا ہے اس کی کیا وضاحت ہے ؟	۲۵ر جون ۹۵ء
۵۲	اسلامی طریقۂ تعلیم میں HEALING POWER OF MUSIC کو کیوں شامل نہیں کیا گیا	۲ر جولائی ۹۵ء
۵۳	کیا ایک غیر نبی کے لئے معصومیت کا مقام حاصل کرنا ممکن ہے ؟	۹ر جولائی ۹۵ء
۵۴	مسئلہ ارتقاء کیا ہے اور موجودہ نسل کا آغاز کن لوگوں سے ہوا ؟	۱۶ر جولائی ۹۵ء
۵۵	خودکشی کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے ؟	۲۱ر مئی ۹۵ء

تبصرہ

نام کتاب تربیتی نصاب
شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب
سن اشاعت پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۹۶

موجودہ زمانہ میں ہونے والی عظیم ترقیات و فتوحات کے پیشِ نظر نیز آنے والی احمدی نسلوں اور نو مبائعین کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ایسے نصاب کی اشد ضرورت تھی جس میں ایک طرف جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد درج ہوں تو دوسری طرف بنیادی حیثیت رکھنے والے تربیتی امور یکجا کئے گئے ہوں جس سے استفادہ کرتے ہوئے آنے والے احباب کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دیا جا سکے۔ کتاب ہذا میں چھ ابواب باندھے گئے ہیں جس میں دعوۃ الی اللہ کی اہمیت و ضرورت، ظہور و صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، بعض اہم اختلافی مسائل اور جماعتی نظام و ذیلی تنظیموں کا تعارف اعلیٰ اخلاق کی وضاحت اور بد رسومات کے خلاف جہاد کے اہم موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن مجید و حدیث، اسلامی فقہ اور جماعت احمدیہ کے متعلق مختصر تاریخی سوالات اور اُن کے جواب کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جو ابتدائی دینی معلومات کے لئے بہت ضروری ہیں اور آسانی سے بچے یاد بھی کر سکتے ہیں۔ خوبصورت طباعت کے ساتھ یہ ایک قیمتی تحفہ ہے جس کا مطالعہ ازدیادِ علم کا موجب ہوگا۔

اعلان

احمدیہ مرکزی لائبریری میں زائد رسالہ جات ریویو آف ریلیجنز اردو - ریویو انگریزی الفضل - الحکم - البدر (۱۹۰۲ء تا ۱۹۴۷ء) نہایت کم قیمتوں پر مہیا ہیں ضرورت مند احباب مرکزی لائبریری سے رابطہ قائم کریں (انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان)

ہومیوپیتھی بقیہ صفحہ ۱۲

مستقل بیماری کا حصہ نہیں بنتی لیکن بعض دفعہ "چک" بیماری کا حصہ ہوتی ہے اور معمولی جھٹکا بھی اس بیماری کو ظاہر کر دیتا ہے۔ کمزور عضلات سکڑ جاتے ہیں یا ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور مستقل بیماری بن جاتی ہے۔ اس میں آرنیکا مددگار ہوتی ہے کیونکہ تناؤ یا کھچاؤ کے نتیجہ میں کچھ علامتیں اس میں ملتی ہیں لیکن آرنیکا براہ راست عضلات کی دوا نہیں ہے۔ "چک" کی ایک امکانی دوا "سی ہی سی فیوجا" ہے جو عضلات کی گہری تکلیفوں میں کام آتی ہے۔ اگر کمر میں درد ہو تو آغاز میں آرنیکا اور برائیونیا استعمال کرنی چاہئے لیکن اگر درد مستقل بیٹھ جائیں تو آرنیکا اور رسٹاکس کا نسخہ بہت مفید ہے کیونکہ آرنیکا کے بعد رسٹاکس ایسی دوا ہے جو عضلات کی گہری کمزوریوں کو دور کرتی ہے اسلئے فالج کی چوٹی کی دوا ہے۔ عضلات کو تقویت پہنچاتی ہے اور ان میں جان ڈال دیتی ہے۔ پھیلے ہوئے دل کی بھی دوا ہے۔ لمبے پرانے فالجوں میں سلفر اور رسٹاکس کو ملا کر دیں۔ یہ بہت ہی مفید نسخہ ہے۔ اس کے بعد کلکیریا کارب کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ یہ سلفر اور رسٹاکس اور دونوں کی کرانک دوا ہے یعنی انکے اثرات کو جاری رکھتی ہے۔ نیٹرم میور بھی کمر درد میں مفید ہے۔ یہ برائیونیا کا کرانک ہے جہاں برائیونیا فائدہ دے رہی تھی وہاں رسٹاکس دینے کے بجائے پہلے نیٹرم میور دینا چاہئے اس کے بعد رسٹاکس والی لائن اختیار کریں۔

آرنیکا حاد (Herpes) میں بھی بہت مفید دوا ہے۔ اس بیماری کی ایک قسم وہ ہے جس کی بنیاد اعصابی کمزوری یا اعصاب میں انفیکشن وغیرہ ہے۔ اس کا تعلق جنسی بے راہروی سے پیدا ہونے والی بیماری سے نہیں ہے۔ اعصابی کمزوری کی وجہ سے ہونے والی ہرپیز میں آرنیکا بہت مفید ہے۔ اس کے ساتھ آرسنک اور لیڈم ملاکر دینا بہت مفید رہتا ہے۔ یہ ایک بہت خطرناک مرض ہے۔ چہرے اور آنکھوں کے گرد ہو تو آنکھیں ضائع ہو سکتی ہیں۔ دماغ پر حملہ ہو جائے تو مریض ہمیشہ کے لئے گہری دماغی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اینٹی بائیوٹک اور دوسری ایلوپیتھک دوائیں کارگر نہیں ہوتیں اس لئے فوری طور پر یہ دوائیں شروع کروا دینی چاہئیں۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو کے کو چہرے پر ہرپیز کا حملہ ہوا تھا۔ ان دواؤں سے خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور تیسرے دن ہی تکلیف ختم ہو گئی اور دوبارہ عود کر نہیں آئی۔ الحمدللہ۔ ان تینوں دواؤں کا نسخہ ہر قسم کے زہریلے جانوروں کے کاٹے کا بھی علاج ہے۔ بچھو اور شہد کی مکھی، بھڑ وغیرہ کے ڈنگ کا علاج ہے کیونکہ ان تینوں دواؤں کا عمومی طور پر ان زہروں سے تعلق ہے جو اعصاب پر حملہ آور ہوتے ہیں یا الرجی پیدا کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔ آرنیکا کا آرسنک سے بھی ایک گہرا تعلق ہے اور ان کی علامتیں اتنی ملتی جلتی ہیں کہ بعض جگہ فرق کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

آرنیکا میں جس طرح جلد پر کمزوری اور بے چینی پیدا کرنے والی دکھن ہوتی ہے اسی طرح اندرونی جھلیوں اور انتڑیوں وغیرہ کی کیفیت ہو جاتی ہے خصوصاً ملیریا اور ٹائیفائیڈ کے بخاروں میں ایسا ہوتا ہے۔ آرنیکا میں سیلان خون کا بھی رجحان ہے اس لئے خون کی باریک رگوں کے پھٹ جانے میں بہت مفید دوا ہے۔ اگر قے، دست اور بلغم میں خون آنے لگے تو یہ دوا اکسیر ثابت ہوتی ہے۔ بیماری بہت بڑھ جائے تو اندرونی جھلیاں جواب دے جاتی ہیں، سخت بدبودار خون کے دست آتے ہیں اس میں آرنیکا کے علاوہ امونیم کارب اور بپٹیشیا بھی موثر دوائیں ہیں۔ بپٹیشیا کی طرح آرنیکا کے مریض کے سانس اور پسینہ میں بدبو ہوتی ہے۔

بیماری کے شروع میں آرنیکا کے مریض کی اندرونی بے چینی رات کے ڈراؤنے خوابوں میں تبدیل ہوتی ہے اور پریشان کن خواب اس بیماری کا دائمی جزو بن جاتے ہیں۔ دن میں کوئی پریشانی اور وحشت نہیں ہوتی لیکن جب بیماری زیادہ بڑھ جائے تو آرنیکا کا مریض آرسنک کے مریض کی طرح موت کے خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن اس میں پاگل پن نہیں ہوتا۔ آرسنک کے موت کے خدشہ میں پاگل پن کا رجحان ہے کیونکہ وہ ذہنی بیماری میں مبتلا ہے اس کے مزاج میں خوف ہے۔ آرنیکا کے مزاج میں خوف نہیں ہے۔ دن کے وقت کروٹ بدلتا ہے۔ آرنیکا کے مریض کا سر گرم ہوتا ہے لیکن اسے ٹھنڈا کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا صرف جسم کو گرم کرنا چاہتا ہے۔ آرسنک کا مریض اس سے متضاد ہے وہ بیک وقت سر کو ٹھنڈا اور جسم کو گرم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ خاص علامت آرنیکا میں نہیں ہے۔ آرنیکا کے مریض کا ٹھنڈا مزاج ایک مستقل اور دائمی مزاج ہے۔ دوائی سے سر کو فائدہ پہنچ بھی جائے تو جب تک لمبے عرصہ تک اس کا مزاج تبدیل نہ ہو سردی سے بچنے کی تمنا اور ضرورت اسی طرح رہے گی یعنی وہ ایک ٹھنڈا مریض ہے۔ دائمی طور پر ٹھنڈا ہونے کے لحاظ سے وہ سورائینم کے مریض سے ملتا ہے لیکن سورائینم میں مریض سر سے پاؤں تک ٹھنڈا ہوتا ہے۔ لیکسز بھی سخت سردی کی دوا ہے خصوصاً اگر پاؤں ٹھنڈے ہوں سونے کے بعد پاؤں ٹھنڈے ہونا اس کی خاص علامت ہے لیکن لیکسز میں ٹھنڈ دائمی نہیں ہے، آتی ہے اور چلی جاتی ہے اور اخراجات میں دائمی تعفن کی علامت نہیں ہے لیکن سورائینم کا مریض بدبودار مریض ہے۔ سخت سردی محسوس کرتا ہے، مچھلی کی طرح جسم پر چانے نکل آتے ہیں۔ جو بہت بھیانک ہوتے ہیں آرسنک میں بھی یہ علامت ہے۔ اگر ان میں بدبو بھی ہو تو آرسنک اور سورائنم دونوں اس کی چوٹی کی دوائیں ہیں۔

آرنیکا کے مریض کو نیند میں پیشاب کے علاوہ اجابت ہو جاتی ہے۔ اگر بخار بہت آگے بڑھ جائیں تو یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ پیشاب گہرے رنگ کا ہوتا ہے چوٹ لگنے سے پیشاب میں خون، مثانہ میں اینٹھن ہوتی ہے، سخت جسمانی محنت سے بھی پیشاب رک جاتا ہے، مثانے میں بوجھ اور گردوں میں درد محسوس ہوتا ہے۔ سردی لگتی ہے اور متلی اور قے کا رجحان ہوتا ہے۔ اجابت کا رنگ سیاہی مائل اور بار بار حاجت ہوتی ہے۔ اسہال کے ساتھ انتڑیوں میں شدید درد ہوتا ہے اور ہر اسہال کے بعد مریض کمزوری محسوس کرتا ہے اور لیٹ جانے کی خواہش کرتا ہے۔

آرنیکا کالی کھانسی کے لئے بھی بہت مفید دوا ہے۔ اس کی خاص علامت یہ ہے کہ بچہ کھانسی سے پہلے یا بعد تکلیف کی شدت سے روتا اور چیختا ہے۔ زور لگنے سے رگیں اور باریک خلیے پھٹنے لگتے ہیں۔ اگر آرنیکا نہ دی جائے تو بسا اوقات ایسے مریض اندھے بھی ہو جاتے ہیں۔ اندرونی دباؤ کی وجہ سے ایسی کیفیت ہو جاتی ہے جیسے جسم کو بہت کوٹا پیٹا گیا ہے۔ آرنیکا کھانسی کو فی ذاتہ ٹھیک نہیں کرتی بلکہ قدرے سکون بخش دیتی ہے اور مریض کی حالت ناقابل برداشت نہیں ہوتی۔ کھانسی کے لمبے بداثرات بھی باقی نہیں رہتے۔ ڈروسرا کالی کھانسی اور اس سے مشابہہ کھانسیوں میں بہت مفید ہے۔ رات کو ایک دفعہ تیس طاقت میں دینے سے غیر معمولی فائدہ ہوتا ہے۔

آرنیکا کا مریض چڑچڑا، غمگین، پریشان، مایوس اور خوفزدہ رہتا ہے لیکن یہ مزاج صرف بیماری کے دوران ہے ورنہ اس کے مستقل مزاج میں خوف اور چڑچڑا پن نہیں ہے۔ آرنیکا بیماریوں سے متاثر ہو کر اپنا ایک خاص مزاج بنا لیتی ہے لیکن بعض اور دواؤں کا اپنا مزاج ہے جو تبدیل نہیں ہوتا مثلاً سلفر، سورائینم، لیکسز وغیرہ۔ آرنیکا کا شمار ان دواؤں میں نہیں ہوتا اور اس کا مریض پہچاننا بہت مشکل ہے۔ مرض کو پہچانیں پھر مریض کی جو شکل سامنے آئے گی وہ آرنیکا کی نشاندہی کرے گی۔

آرنیکا میں بیماری کے دوران مریض پر بے ہوشی سی طاری ہوتی ہے وہ غنودگی کے عالم میں چپ چاپ پڑا رہتا ہے۔ ذہنی لحاظ سے تندرست ہوتا ہے۔ کوئی بات پوچھنے پر بالکل ٹھیک جواب دے گا اسے ہر وقت اس بات کا خدشہ رہتا ہے کہ کوئی اسے ہاتھ نہ لگا دے کیونکہ تمام جسم زود حس ہو جاتا ہے اور ناقابل برداشت اعصابی درد ہوتا ہے۔ مریض رات کو بہت خوفزدہ رہتا ہے۔ سارے جسم کی کیفیات نفسیاتی الجھنیں بن کر خوابوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں، نیند بے مزہ ہو جاتی ہے۔ بدن، جلد، انتڑیوں وغیرہ میں دکھن کا احساس ہوتا ہے، دل کے مقام پر ایسا درد ہوتا ہے جیسے شکنجہ میں کس دیا گیا ہے اور مریض خوفزدہ ہو کر دل پر ہاتھ مارتا ہے۔ نبض بے قاعدہ ہوتی ہے، محنت و مشقت کے بعد دل کی دھڑکن بہت بڑھ جاتی ہے جو آرام کرنے سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بازؤں میں تھکاوٹ اور درد کلائیوں میں موچ آنے کا احساس، کندھے کے جوڑ سے انگلیوں تک شدید اینٹھن ہوتی ہے، جسم کے مختلف حصوں میں سوئیاں چبھتی ہیں۔ مریض نئی جگہ جانے کی خواہش کرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے آرام آ جائے گا۔ اگر جگہ بدلنے سے واقعتاً طبیعت کچھ بحال ہو تو یہ آرنیکا کی علامت ہے لیکن جگہ بدلنے سے فائدہ نہ ہو تو یہ آرسنک کی علامت ہے۔

اگر کسی مرض کی ابتداء میں آرنیکا دینے سے قدرے افاقہ ہو لیکن بیماری ختم نہ ہو اور مستقل شکل اختیار کرے تو آرنیکا کے بعد رسٹاکس استعمال کرنی چاہئے اور اس کے اثرات کو جاری رکھنے کے لئے کلکیریا کارب دوا ہے کیونکہ کلکیریا کارب، رسٹاکس اور سلفر دونوں کے اثرات کو آگے بڑھاتی ہے اور جسم کی دائمی تبدیلیوں سے تعلق رکھتی ہے لیکن یہ بعض دفعہ اکیلی کافی نہیں ہوتی اور لائیکوپوڈیم کا مطالبہ کرتی ہے۔ لائیکوپوڈیم سے مریض کی علامتیں سلفر میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور پھر دوبارہ کلکیریا کارب میں۔ بعض دفعہ ایک چکر کافی نہیں ہوتا۔ کلکیریا کارب سے گزر کر لائیکوپوڈیم کے راستے سلفر میں واپس لوٹنا پڑتا ہے۔ کلکیریا کارب کے بعد کسی قیمت پر بھی براہ راست سلفر نہیں دینا چاہئے ورنہ شدید رد عمل ہوتا ہے۔ لائیکوپوڈیم دے کر پھر سلفر دیں۔

آرنیکا اپنڈکس کی تکلیف میں بھی چوٹی کی دوا ہے۔ اس کے ساتھ برائیونیا اور آئرس ٹینکس (Iris Tenax) ملاکر دی جائیں تو لمبے عرصہ تک اپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ مجھے ۱۹۶۰ء یا ۱۹۶۲ء میں پہلی دفعہ اپنڈکس کا حملہ ہوا تھا۔ میں نے یہ دوا کھائی تو اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوگیا اس کے بعد کبھی کبھار تکلیف ہوتی جو انہی دواؤں سے ٹھیک ہو جاتی تھی اور اپریشن کی ضرورت پیش نہ آئی۔ ۱۹۷۲ء میں سفر کے دوران بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ کار بھی میں چلا رہا تھا، بچے بھی ساتھ تھے، بخار اتر نہیں رہا تھا، میں مسلسل دوا کھاتا رہا اور چار سو میل کا سفر کر کے کراچی پہنچا۔ جب ڈاکٹر نے اپریشن کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اپنڈکس پھٹ چکا تھا اور اس میں جگہ جگہ سوراخ تھے اور پیپ بہہ بہہ کر خشک ہو چکی تھی۔ اس کے مطابق ایسے مریض کو چند گھنٹوں کے اندر اندر مر جانا چاہئے تھا لیکن اس نسخہ نے خدا کے فضل سے خطرناک صورتحال میں بھی سنبھالے رکھا اور اپریشن کے بعد بھی اینٹی بائیوٹک کھانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ الحمدللہ۔ آرنیکا اپریشن کے بعد پیدا ہونے والے بداثرات کو دور کرتی ہے اور اینٹی سیپٹک کا کام کرتی ہے۔

آرنیکا کی علامتیں ذرا چھونے سے، حرکت کرنے سے اور سردی سے بڑھ جاتی ہیں۔ لیٹنے سے تکلیف میں کمی آتی ہے۔

آرنیکا ۳۰ یا ۲۰۰ کی طاقت میں اپریشن سے پہلے اور بعد میں دینے سے کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا نہیں ہوتیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 31 OCTOBER 1996 ISSUE NO - 44

ہومیوپیتھی طریقِ علاج کے متعلق آسان اور مُفید معلُومات

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۷)

آرنیکا

ARNICA

(Mountain Tobacco)

ہومیو پیتھی میں آرنیکا بہت اہم اور بنیادی دوا ہے جو پہاڑی تمباکو کے پودے سے تیار کی جاتی ہے۔ پہاڑی تمباکو بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے بہت کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ عرصہ دراز تک اسے چوٹوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ پہاڑی علاقوں میں چوٹیں کھانا اور گر جانا معمولی بات ہے خدا تعالیٰ نے وہاں ہی اس کا علاج بھی پیدا کردیا ہے۔ ہومیو پیتھی میں بھی اس کا استعمال نئی یا پرانی چوٹوں کے لئے ہوتا ہے۔ آرنیکا کی سب سے اہم علامت خون پر ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ اس میں خون کو جمانے (clotting) کا رجحان پایا جاتا ہے اس لئے دل کے دورے میں یہ ایک لازم دوا بن جاتی ہے۔ آرنیکا جمے ہوئے خون کو پگھلا دیتی ہے لیکن ایلوپیتھک دواؤں کی طرح خون کو پتلا نہیں کرتی اور بوقت ضرورت خون جمنے کی صلاحیت کو بھی ختم نہیں کرتی۔ دل کے حملہ میں میں عموماً آرنیکا کو لیکیسز سے ملا کر دیتا ہوں کیونکہ لیکیسز اس سانپ کے کاٹے کی دوا ہے جس کا زہر خون پر اثر کرتا ہے اور خون منجمد ہونے کی وجہ سے دل پر حملہ ہوتا ہے۔ بعض سانپوں کے زہر دل کے اعصاب پر اثرانداز ہوتے ہیں لیکن خون پر بد اثر نہیں ڈالتے۔ ایسے سانپوں میں ناجا سب سے اول نمبر پر ہے اس کا زہر دل پر اور طرح سے اثرات مترتب کرتا ہے اور لیکسز اور طرح سے۔ آرنیکا اور لیکسز کا خون جمنے سے تعلق ہے اس لئے ایسی ملتی جلتی دواؤں کو ایک دوسرے کے بعد استعمال کرنا چاہئے کیونکہ بعض دفعہ ان دواؤں کے رجحانات ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں، جسم کو صحیح پیغام نہیں ملتا اور وہ کسی رد عمل کے لائق نہیں رہتا۔ ایسا مریض ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ ٹائیفائیڈ کے حملہ میں یہ چیز سب سے زیادہ دکھائی دیتی ہے اس لئے میں ہمیشہ دوا کے چناؤ میں بہت محتاط رہتا ہوں۔ ایک دوا چن لوں تو پھر وہی دیتا ہوں اگر فائدہ نہ ہو تو پھر وہ دوا چھوڑ کر کچھ عرصہ انتظار کرتا ہوں یا اس کے اثر کو زائل کرکے پھر دوسری دوا دیتا ہوں۔ اسی خطرہ کے پیش نظر میں آرنیکا لیکسز سے ملا کر دیتا ہوں یا پھر دونوں میں سے صرف ایک دوا استعمال کرتا ہوں۔

اگر دل کا حملہ خون جمنے کی وجہ سے یا اعصاب کے کسی حصہ کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہو تو آرنیکا خون کو پتلا کرتی ہے اور کسی حد تک ان اعصاب میں زندگی پیدا کر دیتی ہے بشرطیکہ ان میں زندگی کی کچھ رمق موجود ہو۔ اگر ایک دفعہ اعصاب مرجائیں تو وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتے۔

حادثات اور چوٹوں کے لئے آرنیکا بہترین دوا ہے۔ چوٹ کھائی ہوئی جگہ نیلی یا پیلی ہو جائے اور خون جم گیا ہو تو آرنیکا بلا خوف و خطر استعمال کریں۔ ایک دفعہ میرے پاس ایک ایسا مریض لایا گیا جس کا سارا جسم سر سے پاؤں تک لاٹھیوں کی ضربوں سے کالا ہو رہا تھا حالت اتنی خطرناک تھی کہ لگتا تھا کہ مر جائے گا۔ میں نے اسے آرنیکا دے کر بھجوایا دوسرے دن شام تک کوئی اطلاع نہیں ملی تو تشویش لاحق ہوئی پتہ کروایا تو جواب ملا کہ بالکل ٹھیک ہے اور بھاگا دوڑا پھر رہا ہے۔ الحمدللہ۔

اگر کسی حادثے کے نتیجہ میں چوٹ لگ جائے تو فوراً آرنیکا ۲۰۰ کو ایکونائٹ ۲۰۰ میں ملا کر دیں۔ ماؤف حصہ پر سرخی نمایاں ہو جو نیلاہٹ میں تبدیل نہ ہو تو آرنیکا کے ساتھ بیلاڈونا زیادہ مفید ہے کیونکہ یہ سرخی ماؤف حصہ پر چوٹ کی وجہ سے نمایاں نہیں ہوئی بلکہ اس طرف خون کا غیر معمولی رجحان ہے جو سرخی پیدا کرتا ہے۔ عموماً جس جگہ چوٹ لگے وہاں ابھار بن جاتا ہے جو چوٹ والے حصہ کو چھپا لیتا ہے۔ یہ ابھار دوران خون زیادہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو صدمہ کی اطلاع ملتے ہی جسم کے طبعی رد عمل کے طور پر تیزی سے اس طرف دوڑتا ہے چونکہ آرنیکا میں متاثرہ حصہ کی طرف خون کے رجحان کا مزاج نہیں ہے اس لئے آرنیکا اکیلی کافی نہیں۔ میں اسے بیلاڈونا کے ساتھ ملا کر دیتا ہوں۔ ایکونائٹ بھی اس صورتحال میں عمومی طور پر مفید ہے اس لئے ان تینوں دواؤں کو ملا کر بہت اچھا نسخہ بن جاتا ہے جو چوٹوں میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ میں عموماً ۲۰۰ پوٹینسی استعمال کرتا ہوں لیکن ابتدائی ہومیو ڈاکٹرز کو میرا مشورہ ہے کہ تیس کی طاقت میں علاج شروع کریں پھر رفتہ رفتہ پوٹینسی بڑھاتے جائیں۔ آرنیکا چھوٹی طاقت سے لے کر بڑی طاقت تک یکساں کام کرتی ہے لیکن تکلیف زیادہ گہری ہو تو اونچی طاقت میں دینی چاہئے۔

ہمارے ایک احمدی افسر میجر ممتاز ہمالہ کی برفانی چوٹی سے پچتر فٹ گہرائی میں جا گرے ان کی چوٹیں اتنی شدید تھیں کہ ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ میں نے انہیں آرنیکا ایک ہزار اور نیٹرم سلف ایک ہزار پوٹینسی میں پہلے دن دو دفعہ پھر روزانہ ایک دفعہ استعمال کروائی۔ اللہ کے فضل سے حیرت انگیز طور پر شفایاب ہوگئے۔ اسی طرح ایک اور فوجی افسر مجھے ملنے آئے میں انہیں پہچان نہیں سکا۔ انہوں نے بتایا کہ میری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ ساری عمر چل نہیں سکو گے اور وہیل چیئر پر گزارا کروگے۔ آپ کی دوائی سال بھر استعمال کی ہے جس سے کھڑے ہونے اور پھر چلنے کی طاقت پیدا ہوگئی۔ اب چل کر آپ سے ملنے آیا ہوں مجھے یاد آگیا کہ ان کی خطرناک حالت کے پیش نظر میں نے بہت سوچ سمجھ کر ایک نسخہ ایجاد کیا تھا جس میں آرنیکا، روٹا، ہائی پیریکم، کلکیریا فاس اور سمفائٹم شامل تھیں۔ ان سب دواؤں کو ملا کر ۳۰ طاقت میں چوٹیں لگنے کی صورت میں استعمال کرنا چاہئے لیکن اگر صورتحال زیادہ سنگین ہو تو ۲۰۰ یا ۱۰۰۰ میں بھی دی جاسکتی ہیں۔ اگر چوٹوں کے بداثرات مثلاً سوزش، درد، اینٹھن اور ابھار وغیرہ دیر تک باقی رہیں تو ان کو مٹانے کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے۔ ہائی پیریکم کا ریڑھ کی ہڈی اور اعصاب سے بہت گہرا تعلق ہے۔ دمچی کی ہڈی پر چوٹ لگے تو اس کی دردیں لمبا عرصہ چلتی ہیں کیونکہ اعصاب کے ایسے باریک ریشے زخمی ہو جاتے ہیں جن کا کوئی اور علاج ممکن نہیں لیکن خدا کے فضل سے ہائی پیریکم بہت مؤثر دوا ثابت ہوئی ہے، الا ماشاء اللہ اکثر ایسے مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ہڈی کے فریکچر ہونے کی صورت میں سمفائٹم روٹا اور کلکیریا فاس ملا کر دی جائیں تو ہڈی جڑنے کی رفتار دگنی ہو جاتی ہے مثلاً اگر طبی اندازے کے مطابق چھ ہفتے درکار ہوں تو چھ کے بجائے تین ہفتے میں ہی ہڈی جڑ جاتی ہے۔ بوڑھے لوگوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں تو بہت مشکل سے جڑتی ہیں کیونکہ اس عمر میں عموماً ہڈیاں رد عمل نہیں دکھاتیں لیکن یہ تینوں دوائیں یہاں بھی ہڈیاں جوڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور شفا کی رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے۔ ان کے ساتھ آرنیکا بھی لازمی دوا ہے اگرچہ اس کا ہڈیوں کی چوٹ سے براہ راست تعلق نہیں مگر عضلات گوشت اور خون کی رگوں سے گہرا تعلق ہے۔ ہڈیوں کی سطح پر بہت باریک اعصاب کے جال پھیلے ہوئے ہیں ہڈی کو بڑھنے اور نشو و نما پانے کے احکامات انہی اعصاب کے ذریعہ ملتے ہیں۔ آرنیکا اعصاب پر گہرا اثر کرنے والی دوا ہے باقی دواؤں کا ہڈی کے اندرونی مواد کے بڑھنے اور کم ہونے سے تعلق ہے۔

چوٹ کے علاوہ جسمانی محنت سے تھکن اور درد کا احساس ہو تو آرنیکا بہت مفید ہے۔ عورتوں کی تکلیفوں میں بھی آرنیکا کا بہت اہم مقام ہے۔ وضع حمل کے وقت غیر معمولی طاقت صرف ہونے سے اور خون کے دباؤ کی وجہ سے عضلات زخمی ہو جاتے ہیں اور خلیے پھٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے مستقل دردیں ٹھہر جاتی ہیں اگر حمل کے آغاز میں ہی حفظ ماتقدم کے طور پر آرنیکا دی جائے تو وضع حمل کے وقت اور بعد میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں اور کئی قسم کے نقصانات سے بچالے گی۔ بچہ کی پیدائش کے ہر دور میں آرنیکا بہت مفید ہے اگر پیدائش کے بعد پرسوتی بخار ہو جائے تو سلفر اور پائیروجینم ملا کر دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر پہلے آرنیکا دی جائے تو غالباً ان دواؤں کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ان دونوں دواؤں کے ساتھ ملا بھی دیں لیکن جتنی دوائیں آپ ملا کر دینا شروع کریں اتنا ہی مرض سے واضح طور پر نپٹنے کی صلاحیت میں کچھ کمی آ جاتی ہے اور ایک دوسرے سے ملتی جلتی دوائیں مل کر اپنا اثر بڑھاتی نہیں ہیں بلکہ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی ناکامی پر پردہ ڈال دیتی ہیں یا وقت کی کمی سے مجبور ہو کر بھی دوائیں ملانا پڑتی ہیں ورنہ اکیلی دوا کا اثر ایسا ہی ہے جیسا اکیلی گولی کا ہوتا ہے۔ چھروں میں ویسا اثر نہیں ہوسکتا۔ ہر دوا دوسری دوا سے مل کر عمومی اثر کم کر دیتی ہے یا نیا اثر پیدا کرتی ہے اور بعینہ وہ نتیجہ سامنے نہیں آتا جس مقصد کے لئے آپ نے استعمال کی تھی لیکن کچھ نہ کچھ فائدہ تو ضرور ہو جاتا ہے۔ میں بھی بعض اوقات محض وقت کی مجبوری سے بعض دوائیں ملاکر استعمال کرتا ہوں۔ بہت لمبے تجربے کے بعد چند دواؤں کو آپس میں ملا کر دینے سے فائدہ ہے نقصان نہیں۔ بعض ایسے نسخے دیتا ہوں جن میں تجربے کے بعد پتہ چل گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور اثر کو کم نہیں کرتے لمبے تجربے اور باریک نظر سے مشاہدہ کرکے جن دواؤں کے نسخوں کو مفید دیکھا ہے ان کو اپنا لیا ہے اور جہاں روزمرہ کی فوری ضرورت میں کام آنے والی دوائیں ہیں وہاں "چھٹا مارنے" کی کوشش کی گئی ہے۔ چھٹے میں یہ فائدہ ہے کہ بعض اوقات پورا نسخہ فائدہ نہیں دیتا لیکن ان میں موجود ایک دوا فائدہ دے جاتی ہے مثلاً کالک کے نسخہ میں نکس وامیکا موجود ہے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ نسخہ سے فائدہ نہیں ہوا لیکن اکیلی نکس وامیکا کی ایک خوراک دی اس نے حیرت انگیز فائدہ دکھایا۔ اسی طرح میگ فاس، کولوسنتھ اور بیلاڈونا کا مزاج ہے۔

آرنیکا کے مریض کے مزاج میں خوف نہیں ہے لیکن رات کو سوتے ہوئے ڈراؤنی اور وحشت ناک خوابیں آتی ہیں دن میں خوف غائب ہو جاتا ہے۔ عورتوں کو حمل کے دوران جنین کی حرکت کی وجہ سے رحم میں درد محسوس ہوتا ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ جاتا ہے۔ یہ درد رات کو خوف میں تبدیل ہو کر ذہن پر اثر انداز ہوتا ہے اور ڈراؤنی خوابیں آتی ہیں۔ نیند کے غلبہ کی وجہ سے تکلیف شعوری طور پر محسوس نہیں ہوتی بلکہ ڈراؤنی خوابوں کا روپ دھار لیتی ہے۔ دن میں چونکہ باشعور طور پر تکلیف کا احساس ہوتا ہے اس لئے خوف پیدا نہیں ہوتا۔ اکثر ہومیو پیتھک ڈاکٹر اس کیفیت کو دو مختلف تکلیفوں کے طور پر بتاتے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ ایک مستقل حالت ہے جو اپنی شکل بدل لیتی ہے۔ سوتے ہوئے ذہن کی حالت نیم بےہوشی کی ہوتی ہے اور تکلیف خوابوں کا روپ دھار لیتی ہے۔ جب مریضہ جاگے تو بدن اور رحم کی تکلیف کا احساس واپس آ جاتا ہے اگر کوئی بیماری گہری ہو اور شدت اختیار کرے تو بعض دفعہ مریض موت کے خوف میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ اوپیئم میں بھی یہ خوف پایا جاتا ہے لیکن اوپیئم کا مزاج آرنیکا سے الگ ہے۔ اس میں جو خوف رات کو محسوس ہوتا ہے وہ دن کو بھی رہتا ہے۔ جلد پر سیاہی آ جاتی ہے جو آرنیکا سے مختلف ہے۔ آرنیکا میں جسم پر جگہ جگہ داغ بنتے ہیں جن میں سیاہی مائل نیلاہٹ پائی جاتی ہے خون کے اخراج میں بھی سیاہی اور تعفن ہوتا ہے۔ آرنیکا میں سارے جسم میں چوٹ کا سا درد پایا جاتا ہے۔ یہ درد ایسے زہروں کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں جو جسم اندر سے باہر جلد کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً ملیریا کا زہر جب تک جسم سے باہر نہ نکل آئے مریض کو سکون نہیں ملتا۔ بخار چڑھنے سے پہلے زہریلے مادے جسم سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے جلد پر بعض علامتیں پیدا ہوتی ہیں جو چوٹ لگنے کے بعد پیدا ہونے والی علامتوں سے مشابہ ہیں۔ آرنیکا کا مریض ملیریا اور ٹائیفائیڈ کے آغاز کے مریض سے مشابہ ہوتا ہے جسم ٹوٹتا ہے جلد میں کچاپن آ جاتا ہے اور دکھن کا احساس ہوتا ہے۔ جلد لمس سے تکلیف وہ رد عمل دکھاتی ہے۔ یہ عام طور پر ملیریا بخار کے آغاز میں بدن کی دکھن کا مزاج ہے۔ ٹائیفائیڈ کا بھی اسی قسم کا مزاج ہے یا کسی کو مار پڑے اور اندرونی چوٹیں لگیں لیکن خون جاری نہ ہو اس سے بھی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ وجع المفاصل میں بھی یہی انداز ہے۔ آرنیکا کا مریض پہچاننا مشکل نہیں لیکن دوسرے مریضوں سے مشابہت ہے جس کا فرق کرنا ضروری ہے۔

اگر پاؤں میں موچ آ جائے یا پٹھہ کھنچ جائے اس وقت آرنیکا صحیح پوٹینسی میں دی جائے تو بہت جلد اثر دکھاتا ہے اگر چھوٹی پوٹینسی میں استعمال کریں تو بار بار دینے سے بھی اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا اونچی طاقت میں ایک دفعہ دینے سے ہی غیر معمولی اثر ظاہر ہوتا ہے۔

آرنیکا کے مریض کو اپنا بستر سخت محسوس ہوتا ہے خواہ وہ کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو۔ بار بار کروٹیں بدلتا ہے۔ جسم کو بار بار حرکت دینا اور جگہ بدلنا آرسنک اور رسٹاکس میں بھی بہت نمایاں ہے۔ آرنیکا میں فی ذاتہ بےچینی نہیں ہے۔ اس کا مریض آرام سے لیٹا رہتا ہے لیکن جسم میں درد ہوتا ہے اور جلد اتنی حساس ہوجاتی ہے کہ ہاتھ لگانا بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں یہ بیماری سامری کے حوالے سے بیان ہوئی ہے۔ "ان تقول لا مساس" کہ تجھے ایک ایسی بیماری دی جائے گی جس کے نتیجہ میں تو کہے گا کہ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔ "لا مساس" سب سے زیادہ آرنیکا کی شہرہ سرخی ہے اس لئے جب وہ کسی جگہ لیٹتا ہے تو لیٹنے سے درد نہیں بڑھتا لیکن بستر سخت محسوس ہوتا ہے اور ہر کروٹ پر کہے گا کہ بستر سخت ہے۔

رسٹاکس کے مریض کا سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور کروٹ بدلنے سے کچھ دیر کے لئے آرام آ جاتا ہے۔ آرسنک کا مریض درد کی وجہ سے نہیں بلکہ ذہنی بےچینی کی وجہ سے کروٹیں بدلتا ہے۔ ان تینوں دواؤں میں یہ فرق اتنے نمایاں ہیں کہ انکی پہچان مشکل نہیں۔

آرنیکا کی بعض اور دواؤں سے بھی مشابہت ہے مثلاً بیلاڈونا کی طرح سر گرم ہوتا ہے اور باقی جسم ٹھنڈا رہتا ہے لیکن ایک فرق ہے کہ بیلاڈونا میں آرنیکا کی طرح دردیں نہیں ہیں۔ اگر بیماری ظاہر نہ ہو اور دب جائے لمبی بیماری کی جدوجہد کے آثار دکھائی نہ دیں، چند دن دردیں ہوں لیکن بخار ظاہر نہ ہو، سارا جسم بالکل ٹھنڈا ہو جائے اور سر بھاری اور گرم ہو تو اس وقت صرف آرنیکا ہی کام کرے گی۔ بخار جسم کے اندر چلے جائیں تو بہت خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ آرنیکا کی ایک خوراک اونچی طاقت میں دیں تو سارا جسم دوبارہ گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور جو علامتیں دب گئی تھیں وہ دوبارہ جسم پر ظاہر ہونے لگتی ہیں اور علاج کے لئے وقت مل جاتا ہے۔ لیکن اگر پہلے ہی واضح طور پر بیماری کا علم ہو تو پھر علامتوں کو دوبارہ ابھارنے کے لئے آرنیکا ضروری نہیں۔ ایکونائٹ اور بیلاڈونا اور کیمفر مفید ہونگی۔ کیمفر میں بھی یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ دبی ہوئی بیماری کو باہر نکال دیتی ہے۔

اگر چلتے ہوئے پاؤں مڑ جائے یا موچ آ جائے تو آرنیکا کی اونچی طاقت میں ایک خوراک ہی کافی ہے۔ مالش وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ زخمی جگہ پر مالش نہایت خطرناک نتیجے پیدا کرسکتی ہے۔ ایک خاتون موچ کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھیں اور چل نہیں سکتی تھیں۔ میں نے انہیں آرنیکا، برائیونیا اور کاسٹکیم دی اور مالش سے پرہیز کرنے کو کہا ایک ہفتہ کے اندر ہی ان کی طرف سے اطلاع ملی کہ بالکل ٹھیک ہیں۔ آرنیکا کے ساتھ دوسری دوائیں اس لئے ملائی تھیں کہ بعض دفعہ صرف چوٹ کا ہی اثر نہیں ہوتا بلکہ بعض عضلات کمزور ہو جاتے ہیں اور مہرے اعصاب کو دبا دیتے ہیں۔ یہاں محض آرنیکا کافی نہیں برائیونیا بھی ساتھ ملا کر دینی چاہئے کیونکہ برائیونیا عضلات کے اندر کی تکلیفیں جو چوٹ سے علاوہ ہوں ان کی بھی اچھی دوا ہے اور عضلات میں طاقت پیدا کرتی ہے۔ کاسٹکیم میں عضلات ڈھیلے ہو کر فالجی علامات ظاہر کرتے ہیں یا ہرنیا کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر تکلیف دائیں طرف ہو تو مندرجہ بالا نسخہ مفید ہوگا۔ بائیں طرف تکلیف کے لئے آرنیکا، لیکسز اور لیڈم بہت بہتر نتائج پیدا کرتا ہیں۔ اگر چوٹ یا حادثے کی وجہ سے پٹھہ اپنی جگہ سے ہل جائے اور موچ کی کیفیت ہو تو آرنیکا کی اونچی طاقت سے بہتر کوئی اور دوا کام نہیں کرتی۔ چند گھنٹوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ کم از کم ۲۰۰ کی طاقت یا ۱۰۰۰ کی طاقت استعمال کریں بعض تجربہ کار ہومیو پیتھک ڈاکٹر ایک لاکھ طاقت بھی استعمال کرسکتے ہیں لیکن میں نوآموز ہومیو پیتھک معالجین کو اونچی طاقت استعمال کرنے کا مشورہ نہیں دیتا۔

اگر کمر میں کسی جھٹکے کے نتیجہ میں "چک" پڑ جائے یعنی عارضی طور پر عضلات اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہو جائیں تو یہ کیفیت خود بخود کچھ عرصہ کے بعد ٹھیک ہو جاتی ہے اور کسی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)